ایڈیٹر
حافظ مظفر احمد

ہجرت ۱۳۵۷ ہش
مئی ۱۹۷۸ء



## حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے نیویارک (امریکہ) کے والڈورف اسٹوریا ہوٹل میں پریس کانفرنس کے اختتام پر ایک اخبار کی رپورٹر کا انٹرویو

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دائیں طرف مکرم میاں محمد ابراہیم صاحب مبلغ ڈویسٹ بائیں محترم مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ انچارج امریکہ اور مکرم ڈاکٹر عبد الماجد صاحب کھڑے ہیں۔ رپورٹر کے پیچھے مکرم ڈاکٹر خلیل احمد صاحب ناصر ہیں ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

فاستبقوا الخیرات

"تیری عاجزانہ راہیں اس کو پسند آئیں" (الہام حضرت مسیح موعودؑ)

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی" (حضرت مصلح موعودؓ)


## مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان

جلد ۲۵ نمبر ۷

ہجرت ۱۳۵۷ ہش

مئی ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر

حافظ مظفر احمد

نائبین

- بشارت احمد محمود ۔ ملک خالد محمود
- محمد الیاس منیر ۔ سید حسین احمد

پبلشر محمد شفیق قیصر ۔ پرنٹر سید عبدالحی

مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقام اشاعت

دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ۔ ربوہ


# الفہرس

اداریہ

# کسرِ صلیب کانفرنس

۲ رجون سے لنڈن میں بین الاقوامی سطح پر کسرِ صلیب کانفرنس شروع ہو رہی ہے جس میں حضرت عیسٰے علیہ السلام کے صلیب سے بچکر سفر کشمیر اختیار کرنے اور وفات پا کر سرینگر محلہ خانیار میں مدفون ہونے سے متعلق کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان تحقیق کو احمدی مسلمان علماء کے علاوہ خود عیسائی محققین بھی ثابت کرینگے۔ کانفرنس کا شاہکار حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا وہ خصوصی مقالہ ہے جو کانفرنس کے اختتام پر حضور خود پیش فرمائیں گے۔

اس کانفرنس سے قبل مئی میں خود عیسائی دنیا لنڈن میں "کفنِ مسیح" سے متعلق ایک کانفرنس منعقد کر رہی ہے جو انشاء اللہ کسرِ صلیب کانفرنس کی مؤید ہوگی۔

واقعہ صلیب سے متعلق تحقیق کے ایسے مواقع اور ان کے شاندار نتائج کی نشاندہی اس تحقیق کے بانی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پہلے ہی فرما دی تھی کہ:۔

"مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جنکے ذریعے سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائیگی۔۔۔۔ اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائیگی" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۶۹)

اس سلسلہ میں حضور کا ایک اور معرکۃ الآرا ارشاد بھی خاص طور پر قابلِ توجہ ہے۔ فرماتے ہیں:۔

"غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرایت کر گیا ہے اور اسکے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے انیس ماہ کے اندر دستِ غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے۔ کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے۔ ایسا امر ہے۔ کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اڑاتا ہے۔ اور عیسائیت کی دنیا میں انقلاب عظیم ڈالتا ہے" (راز حقیقت صفحہ ۱۶)

دعا ہے خدا تعالیٰ غلبۂ اسلام کے لئے اس کانفرنس کو شاندار نتائج کا حامل بنائے۔ (آمین)

———○———

درس القرآن

# خلافت

۱- وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ؕ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا ؕ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ٥ (النور : ۵۶)

ترجمہ :- اللہ (تعالیٰ) نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنیوالوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا۔ اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردیگا۔ اور انکی خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردیگا۔ وہ میری عبادت کرینگے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے۔ اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کرینگے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

۲- عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًّا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى، ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ، ثُمَّ سَكَتَ۔

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ مسند احمد)

ترجمہ :- حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم میں جب تک اللہ تعالیٰ چاہے نبوت رہے گی پھر اسے اللہ تعالیٰ اٹھالیگا۔ پھر منہاج نبوت پر تم میں خلافت قائم ہوگی اور خدا تعالیٰ کی مشیئت تک قائم رہے گی پھر خدا اسے بھی اٹھالے گا۔ اور ایک

سخت بادشاہت قائم ہوگی اور وہ بھی جب تک خدا چاہے گا۔ تم میں رہے گی اور پھر اسے خدا اٹھا لیگا پھر ایک جابر حکومت ہوگی اور وہ بھی خدا تعالیٰ کے منشاء تک رہے گی پھر اسے بھی خدا اٹھا لیگا اور اس کے بعد منہاج نبوت پر خلافت ہوگی (راوی کہتے ہیں کہ) اسکے بعد آنحضور خاموش ہو گئے۔

۳۔ حضرت امام آخر الزمان فرماتے ہیں:-

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اسلئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے۔ ..... اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن میں جب جاؤنگا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دیگا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔" (رسالہ الوصیت صک)

نیز فرمایا:- "غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ اور دشمن زور میں آجاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائے گی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور ان کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے خدا تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا۔ اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔

وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا" (رسالہ الوصیت صہ۶)

قدرتِ ثانیہ

# خلافتِ احمدیہ

اور

# اسلام کی نشأۃِ ثانیہ

از - جناب شاہد تسنیم احمد باجوہ - دارالیمن غربی - ربوہ

---

جب انسان انسانیت کی حدود پھلانگ کر تذلیل انسانیت پر اُتر آتا ہے اور گناہ کی انتہائی پستیوں میں گھر کر رہ جاتا ہے تو خدا تعالیٰ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ اپنے قدیم دستور کے مطابق ایک نبی مبعوث فرماتا ہے جو اپنے خداداد نورِ درخشاں و مہرِ تاباں کی ضوافشانیوں اور ضیا پاشیوں سے ایک عالم کو منوّر فرماتا ہوا اس خدائے ذوالجلال کی چوکھٹ پر جبیہ فرسائی پر مجبور کر دیتا ہے جس نے اس عالم کو پیدا کیا۔ خدا کا نیک اور برگزیدہ نبی راہ سے بھٹکے ہوئے۔ کفر و شرک اور گناہ و معصیّت کے پردوں میں چھپے ہوئے انسانوں کو سوئے منزل گامزن کرنے کا فریضہ ادا کرتا ہے۔

انسان ہونے کے ناطے خدا کا یہ پیارا بندہ فرشتہ اجل کے ہاتھوں سے محفوظ تو نہیں رہ سکتا کہ اس کی جسمانی حیات کا عرصہ محدود ہوتا ہے اس لئے اس غرض سے کہ خدا تعالیٰ کے نور کی تابانیاں اور جلوہ سامانیاں تا دیر قائم رہیں۔ خدائے وحدہٗ لاشریک اپنے بندہ کی رحلت کے بعد خلافت کا سلسلہ قائم کرتا ہے جس کا خدا تعالیٰ نے اس طرح وعدہ فرمایا ہے۔ کہ

وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ۔

(سورۂ نور آیت ۵۶)

اللہ تعالیٰ نے مومنوں اور مناسب حال اعمال بجا لانے والوں سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ان کو ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا۔

اگرچہ ظاہری طور پر خلیفہ کا انتخاب گروہ مومنین کرتا ہے مگر درحقیقت یہ الٰہی انتخاب ہوتا ہے۔ کیونکہ مشیّت ایزدی اور تائیدِ ربّانی سے خلافت کا قیام ہوتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

" زمانہ کے لحاظ سے خلیفہ بنانے کا خدا

کا وعدہ ہے اور وہ خلیفہ دلائل سے
نہیں۔ آدمیوں کے انتخاب سے نہیں
بلکہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت سے
بنیں گے۔" (الحکم ۱۳ مارچ ۱۸۹۹ء)

نیز فرمایا:-

"میں نے تمہیں بارہا کہا ہے اور قرآن
مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا
انسان کا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے
مطابق "جھوٹا ہے وہ انسان جو یہ کہتا ہے کہ خلیفہ
انسانوں کا مقرر کردہ ہے۔" پس خلافت ایک
نعمتِ عظمیٰ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عطا
فرمائی مگر ان کی اپنی کوتاہیوں، غفلتوں، ناعاقبت
اندیشیوں اور بداعمالیوں کے باعث ان سے چھن گئی
اور دورِ ملوکیت اپنی پوری رنگینیوں اور حشر آفرینیوں
کے ساتھ ان پر مسلط ہو گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے
وعدہ فرمایا تھا کہ وہ مسلمانوں میں دوبارہ سلسلۂ
خلافت شروع کرے گا۔ اور احادیث نبویہ سے بھی
یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ خلافت مسیح موعود اور مہدی
موعود کی ہوگی۔ مامورِ وقت بانیٔ جماعت احمدیہ حضرت
مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جماعت کو خوشخبری
دی کہ میرے بعد خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا۔ اور
وہ قیامت تک منقطع نہ ہوگا۔"

چنانچہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جب حضرت مسیح موعود
علیہ السلام اس جہانِ فانی سے انتقال فرما گئے تو
خیال کیا گیا کہ شاید اب جماعت کا تار و پود بکھر جائیگا
اور یہ ختم ہو جائے گی۔ مگر خدا تعالیٰ نے نظامِ خلافت
قائم کر کے اپنی سنّت سے ثابت فرمایا کہ الٰہی سلسلہ
مامور من اللہ کی وفات کے بعد ختم نہیں ہو جاتا بلکہ
اس کا مشن جاری رہتا اور اسے مزید ترقی نصیب
ہوتی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ
تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وصال
سے اس روشنی نے جو اللہ تعالیٰ نے
نازل کی تھی چمکنا بند نہیں کر دیا۔
حضور کا تو وصال ہو گیا لیکن وہ
روشنی اپنی جگہ قائم ہے اور روحوں
کو باقاعدہ اور مسلسل منوّر کر رہی ہے
اور مردوں اور عورتوں کو ان کی حقیقی
منزل کی طرف راہنمائی کر رہی ہے۔
.... روشنی چمک رہی ہے اور اس کی
شعاعیں حضورؑ کے خلفاء کے ذریعہ
اکنافِ عالم میں پہنچ رہی ہیں۔ ان
خلفاء کو چھوڑ کر نہ کہیں روشنی ہے
نہ حقیقی راہنمائی۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ
۱۷ اپریل ۱۹۷۰ء مطبوعہ الفضل ۱۴ مئی
۱۹۷۰ء)

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب
رضی اللہ عنہ کو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کے

پہلے خلیفہ کی حیثیت سے مسندِ خلافت پر متمکن فرمایا غیر مبائعین نے بھی آپ کی خلافت کو قبول کر لیا مگر بعد میں انہوں نے خلافت کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانی شروع کر دیں جس پر حضورؓ نے فرمایا کہ:-

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے اگر کوئی کہے کہ مجھے انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔ اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے، نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے اور نہ میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے۔"

(الحکم ۲۱/۲۸ جون ۱۹۱۲ء)

ایک اور موقع پر فرمایا:-

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ جس طرح آدم، اور ابو بکرؓ و عمرؓ کو خدا تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔"

(بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

پھر جب مخالفین کی ریشہ دوانیاں حد سے بڑھ گئیں تو آپ نے علی الاعلان فرمایا کہ

"خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی...... خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہو گا تو مجھے موت دے دیگا۔ تم اس معاملہ کو خدا کے حوالے کر دو۔ تم معزولی کی طاقت نہیں رکھتے...... جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔"

(بدر یکم فروری ۱۹۱۲ - الحکم ۲۱ جنوری ۱۹۱۴ء)

الغرض حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے مسئلہ خلافت کی اس شان سے تصریح فرمائی کہ غیر مبائعین کی تمام ریشہ دوانیاں ختم ہو گئیں۔ لیکن جب ۱۳ مارچ ۱۹۱۴ء کو حضرت حکیم الامت ہزاروں کو سوگوار چھوڑ کر خدائے یگانہ کے حضور حاضر ہو گئے تو ان لوگوں کو جو خلافت کے منکر تھے ایک بار پھر سر اٹھانے کا موقع ملا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کو منصبِ خلافت پر سرفراز فرما دیا۔ مولوی محمد علی صاحب نے بہت کوشش کی کہ انتخابِ خلافت کا معاملہ کچھ دیر کے لئے ٹال دیا جائے۔ یہ بھی کہا کہ ایک بچہ کو خلیفہ بنایا جا رہا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے ان کوششوں کو بھی ناکام کر دیا۔ اور اسی کے تصرفِ خاص سے حضور مسندِ خلافت پر متمکن ہوئے اور بعد کے واقعات نے ثابت کر دیا کہ آپ ہی اس بلند منصب کے حقیقی سزاوار اور اہل تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا سایہ آپ کے سر پر تھا۔

خود حضورؓ نے فرمایا کہ

"میں اس ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے

......اور میں اسی کی قسم کھا کر
کہتا ہوں جو زمین و آسمان کا مالک
ہے اور جس کی جھوٹی قسم لعنت کا
باعث ہوتی ہے اور جس کی لعنت
سے کوئی جھوٹا شخص نہیں بچ سکتا
کہ میں نے کبھی کسی آدمی کو نہیں کہا
کہ مجھے خلیفہ بنانے کی کوشش کرو
اور نہ ہی کبھی خدا تعالیٰ کو میں نے
یہ کہا ہے کہ مجھے خلیفہ بنا تیو پس
جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس کام
کے لئے اپنے فضل سے چُن لیا ہے
تو میں کس طرح اسے ناپسند کرتا"۔
(تقریر مورخہ ۲۷ر دسمبر ۱۹۱۴ء بر موقعہ
جلسہ سالانہ۔ مطبوعہ الفضل ۲۵ر مئی
۱۹۷۸ء)

معترضین کے اعتراضات اور فریب بازی وحیلہ
سازیوں کا تار پود بکھیرتے ہوئے آگے چل کر فرماتے
ہیں :-

اگر مجھے خلیفہ ماننے والے بھی سب کے
سب نہ ماننے والے ہوجاتے۔ اور
کوئی بھی مجھے نہ مانتا۔ اور ساری
دنیا میری دشمن اور جان کی پیاسی
ہوجاتی جو کہ زیادہ سے زیادہ یہی
کرتی کہ میری جان نکال لیتی تو بھی
میں آخر دم تک اس بات پر قائم
رہتا اور کبھی خدا تعالیٰ کی نعمت
کے رد کرنے کا خیال میرے دل
میں نہ آتا"۔ (تقریر بر موقع جلسہ سالانہ
۲۷ر دسمبر ۱۹۱۴ء مطبوعہ الفضل
۲۵ر مئی ۱۹۷۸ء)

۸ر نومبر ۱۹۶۵ء کو ایک بار پھر جماعت کا خلافت
پر اجماع ہؤا۔ اور خلافت ثالثہ کے ذریعہ اللہ
تعالیٰ نے دشمنوں کی خوشیاں پامال کرتے ہوئے
اپنے عاجز بندوں کی گریہ وزاری کو سُنا۔ اور
جماعت احمدیہ پر اپنے خاص فضل و احسان اور
نوازشات کی بارش برساتے ہوئے تمام احباب
جماعت کو ایک بار پھر حضرت حافظ مرزا ناصر احمد
صاحب خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ
بنصرہ العزیز کے ہاتھ پر جمع کیا اور آپ کو خلیفہ
کی مسند ذی شان پر جلوہ افروز فرمایا جنہوں نے
جماعت احمدیہ کے ٹوٹے ہوئے دلوں اور غمِ جدائی
سے دھاڑیں مار مار کر رونے والے مستقبل کے
اندیشوں اور وساوس میں کھوئے ہوئے انسانوں
کو ڈھارس بندھاتے ہوئے اور اسلام کی نشأۃ
ثانیہ کے دور میں احمدیت کے کردار پر واضح طور
پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ

احمدیت......ایک جماعت ہے
اور جماعت بھی ایسی کہ جس کی اللہ
تعالیٰ نے خود بنیاد رکھی ہے اللہ
تعالیٰ ہمیشہ اسکی راہنمائی کرتا رہے گا

اور اللہ تعالیٰ حقیقتاً تمام روشنی کا
منبع ہے اس جماعت کے ذریعہ اللہ
تعالیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور
قرآن کی عظمت اور شان کو دوبارہ
قائم کرنے کا فیصلہ فرمایا ہے۔ یہی
جماعت انسانیت کی امیدوں کا
مرجع ہے اور اس کے درخشندہ مستقبل
کی ضمانت خلافت قدرت ثانیہ ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے
جلال کی دوسری تجلّی اگرچہ خلیفۃ المہدی
المعہود تو نہیں ہوتا لیکن وہ المہدی
المعہود کا جانشین ضرور ہوتا ہے
اس کا آنا اس وقت ہوتا ہے جب
المسیح الموعود والمہدی المعہود
کا وصال ہو جائے۔ یہ بات تو صحیح
ہے کہ مہدی علیہ السلام جسمانی طور
پر ہمیشہ تو نہیں رہ سکتے تھے۔ لیکن
خلافت رہ سکتی ہے اور انشاء اللہ
ہمیشہ قائم رہے گی۔ دراصل خلافت
اسلام کی ان برکات کے تسلسل کا
نام ہے جو مہدی معہود دوبارہ دنیا
میں لائے تھے۔ اب اللہ کی مشیت
نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جانشینی
کی بھاری ذمہ داریاں میرے کمزور
کندھوں پر ڈالی جائیں۔" (الفضل ۱۳ مئی)

یعنی بعثت مسیح موعود علیہ السلام کا مقصد
اسلام کا غلبہ ہے اور اس کا یہ تمام و کمال پورا ہونا
آسمانی نظامِ خلافت کے ساتھ وابستہ ہے کیونکہ
اس کے لئے جماعت کی وحدت کی ضرورت ہے۔ ایک
واجب الاطاعت امام کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ
نے آج ہم احمدیوں کو حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
کے دستِ مبارک پر جمع کیا ہے اور اللہ تعالیٰ محض
اپنے فضل و کرم سے خلافت کے ذریعے جماعت کو وہ
تمام وسائل مہیا کر رہا ہے جن کی اشاعتِ اسلام
کے لئے ضرورت ہے۔ خلافتِ اولیٰ اور پھر خلافتِ
ثانیہ کے دور میں اندرون و بیرون ملک تبلیغ کا نظام
جاری کیا گیا۔ اور متعدد نوجوان اپنی زندگیاں
اسلام کے لئے وقف کر کے بیرون ملک اور
اندرون ملک جماعت کی تربیت اور تبلیغ کے لئے
بھجوائے گئے۔ قرآن کریم کے تراجم اور تفاسیر متعدد
زبانوں میں بکثرت شائع کئے گئے۔ اور ہر طرح
اسلام کی تبلیغ کا کام شروع کیا گیا۔

خلافتِ ثالثہ میں یہ کام اور پھیلا۔ اور
بیرونی مشنوں میں مزید اضافہ ہوا۔ مدارس اور
ہسپتال وغیرہ بھی تعمیر کئے گئے۔ دہریت اور
کلیساؤں کے مرکز یورپ میں خدائے یگانہ کی عبادت
کے مراکز قائم کئے گئے۔ غرض خلافت احمدیہ کی
برکت سے غلبہ اسلام کا کام جس تیزی سے شروع
ہے اور اس کا عالمگیر حلقہ جس تیزی سے وسیع تر
ہوتا چلا رہا ہے وہ اس حقیقت کا ناقابل تردید

ثبوت ہے۔ کہ حسب بشارات دنیا بھر میں اسلام
کا غالب ہونا نظام خلافت کے ساتھ وابستہ ہے۔
خلافت احمدیہ ارشاد رسول ثم تکون
الخلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ کی مصداق
ہے۔ اور اس کا سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ تاقیامت
رہے گا۔ خواہ اسلام اور احمدیت کے خلاف کتنے
ہی بیرونی و اندرونی فتنے سر اٹھائیں۔ کتنی ہی
مخالفت ہو۔ مگر خدا تعالےٰ اپنی جماعت کو قائم
رکھے گا۔ اور نظام خلافت کی برکت سے شاہراہ
ترقی پر پوری ظفر مندی سے چلنے کی توفیق دیگا
انشاء اللہ۔

اب یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم خلافت کی قدر کریں
اور خلیفہ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے خدمت
اسلام کے لئے اپنے مال اور جانوں
کا نذرانہ پیش کریں اور خلافت حقہ اسلامیہ کے
ساتھ کامل اطاعت کا نمونہ پیش کریں۔ اور خلافت
کے ساتھ وابستگی کو نسلاً بعد نسلٍ مضبوط سے
مضبوط تر کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو
تیز کریں۔ تاکہ ہم اپنے فرائض کو کما حقہ، بجا لا کر
خدا کی بارگاہ میں سرخرو ہو سکیں۔
خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ آمین

---

تحقیقی مقالہ (۲)

# صلیب سے کشمیر تک

جناب شیخ عبد القادر محقق عیسائیت لاہور

حالیہ لندن کانفرنس کے سلسلہ میں اس تحقیقی مقالہ کی دوسری قسط پیش کی جا رہی ہے جس میں فاضل مقالہ نگار نے مسیح کے صلیب سے بچنے اور سفرِ کشمیر کے تذکرہ میں ٹھوس تاریخی حقائق پیش فرمائے ہیں

(۳)

اب مجھے یہ ثابت کرنا ہے کہ کشمیر میں بھی حضرت مسیح کی انجیل موجود تھی۔ ہندوؤں کے ۱۸ پرانوں میں نویں نمبر پہ بھوش پران ہے۔ پُران تاریخ ہند کے مآخذ میں شامل ہیں۔ بھوش پُران میں لکھا ہے کہ راجہ شالباہن کے زمانہ میں حضرت مسیحؑ ہمالہ دیش میں محبت، صداقت، اور تزکیۂ قلوب کی تعلیم دے رہے تھے۔ ان کے ہاتھ میں ایک مقدس کتاب تھی جس کے مطابق وہ عبادت اور دعائیں کرتے Jesus in Rome میں یہ سارا حوالہ درج ہے۔ پروفیسر ڈی۔ ڈی کوسامبی (D. D. Kosambi) ہندوستان کے چوٹی کے سنسکرت عالم نے بھوش پُران کے اس حصہ کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے جو کہ رابرٹ گریوز و جوشوا پوڈرو کی مشترک کتاب "جیزز اِن رُوم" میں شائع ہُوا ہے (ص۸۳)۔ پروفیسر موصوف لکھتے ہیں کہ مقدس کتاب کے لئے سنسکرت لفظ "نے گما" ہے جس سے مراد HOLY Book ہے۔ بھوش پُران میں حضرت عیسیٰ کی مناجات کو Prayer of Nigama کہا گیا۔ "نیگما" کے معنے الہامی صحیفہ کے ہیں۔ مثلاً ویدک صحیفوں کو "نیگما" کہتے ہیں۔ یہاں نیگما سے مراد انجیل ہے۔

ہمالہ دیش میں یہ انجیل پڑھی جاتی تھی۔ اس کی دعائیں یہاں کی وادیوں میں گونجتی تھیں جن سے ٹشس دوسری صدی میں اسی انجیل کی زیارت سے فیض یاب ہُوا۔ لیجئے انجیل کشمیر کا ثبوت بھی مل گیا۔

۴

آج سے ایک ہزار سال قبل کی شیعہ کتاب "اکمال الدین و تمام النعمۃ" میں لکھا ہے کہ کشمیر میں تیسری صدی ہجری میں تورات و انجیل، زبور اور دوسرے صحف سماوی موجود تھے ابوسعید غانم ہندی کی روایت ہے کہ میں اور میرے چالیس ساتھی بادشاہ کے مصاحب تھے اسلام لانے سے پہلے کی بات ہے ہم تورات و انجیل کے مطابق لوگوں کے فیصلے کرتے تھے۔ یہ روایت مشہور شیعہ کتاب اصول کافی میں بھی درج ہے۔ مزید برآں صافی شرح اصول الکافی میں ہے کہ غانم ہندی کشمیر میں شریعت عیسٰی پر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ عبرانی میں غنم (غنم) کے معنے فتویٰ دینے کے ہیں۔ ظاہر ہے کہ غانم عبرانی لفظ ہے۔ روایت کی تفاصیل کے مطابق غانم ہندی کا زمانہ ۲۷۴ھ بنتا ہے۔

۵

اب آئیے آپ کو مدراس کے قرب و جوار میں لے چلتے ہیں۔ جہاں توما حواری کا مزار اور توما کے عیسائی آج بھی موجود ہیں۔

مائلاپور (مدراس) میں توما حواری کی قبر ہے اندرون مقبرہ کھدائی ہوئی تو توما کا مجسمہ برآمد ہوا توما کے ایک ہاتھ میں انجیل ہے جو وہ لوگوں کے سامنے پیش کر رہا ہے یہ مجسمہ بتاتا ہے کہ جنوبی ہند کے بنی اسرائیل میں حضرت مسیح کی انجیل سے متعارف تھی ۱۵۲۳ عیسوی میں پرتگیز افسروں کے ایک مشن نے کھدائی کا کام کیا جس میں یہ پتھر ملا ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو:۔

Christian India by F.A. Plattner. P. 29-30.

اس کتاب میں مجسمہ کی تصویر اور تاریخی پس منظر کی پوری تفصیل موجود ہے۔ ۱۵۹۹ء کے بعد پرتگیزوں نے توما کے عیسائیوں کا سارا لٹریچر بہت بری طرح برباد کر دیا۔ تاریخ میں لکھا ہے،

heretical books were ruthlessly destroyed;

ان کے اوراد و وظائف کو زبردستی کیتھولک عقائد کے مطابق ڈھال دیا گیا۔

India:- A short cultural History by H.G Rawlinson P. 192-193.

اس دور میں ان کی اناجیل ضائع ہو گئیں حیران کن امر یہ ہے کہ اس علاقہ کی تامل شاعری پر انجیل قدیم کی چھاپ موجود ہے۔

۶

توما حواری کے مقبرے کے قریب توما کی پہاڑی ہے اس پہاڑی پر کھدائی کی گئی تو ایک خوشنما لوح برآمد ہوئی جس میں اوپر فاختہ ہے اس کے نیچے

ایک صلیب کی تصویر ہے اور صلیب کے ارد گرد
گولائی میں ایک پہلوی کتبہ ہے اس کتبہ میں آرامی۔
دسریانی الفاظ کی آمیزش ہے۔ کتبے کو بہت سے
سکالرز نے پڑھنے کی کوشش کی ہے اور اس کے
مختلف تراجم ہیں۔ کتبہ میں جو آرامی نما سریانی
الفاظ ہیں وہ عربی سے قریب تر ہیں مثلاً کتبہ کی
دوسری لائن میں ہے۔

مَن امن مشیحا اف السماء
مدمراف رشدی ای اسار
بوخت۔

"کس نے بچایا سچے مسیح کو۔ ہاں خدا
تعالیٰ نے اپنی حکیمانہ کارروائی سے"

اور کتبے کی پہلی سطر میں ہے کہ مسیح نے صلیب پر
بہت دُکھ اٹھایا اور یہ دُکھ (دشمنوں کے لئے) عذاب
کا موجب ہو گیا۔

اس کتبے کے مختلف تراجم کا ذکر "مِن گانا"
نامی سکالر نے (A. MINGANA) The
Early spread of christianity
in India کے صفحہ ۷۲ پر کیا ہے۔

ہم نے جو ترجمہ کیا ہے وہ ذرا مختلف ہے۔
لیکن فرق بہت معمولی ہے۔ سریانی۔ انگریزی فرانسیسی
عربی لغت جو کہ لبنان میں شائع ہوئی ہے اس کی
مدد سے ترجمہ کیا گیا ہے۔

ان آثار سے ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود
علیہ السلام نے یہ جو فرمایا ہے کہ "عصرِ مسیحا" میں قبروں
میں الواح رکھنے کا رواج تھا۔ وہ بالکل درست ہے
توما کے مقبرہ میں لوح موجود تھی جو کہ برآمد ہو گئی۔
اور اس کے پاس ہی وہ کتبہ بھی نکل آیا جس میں صلیبی
موت سے نجات کا ذکر ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق
صاحبؓ نے بھی "قبرِ مسیح" میں اس کتبہ کو پیش کیا
ہے اس کتبہ پر بحث کسی دوسرے مضمون میں
کی جائے گی۔

یہاں صرف اتنا بتا دوں کہ مَن کے معنی
سریانی لغت میں WHO ہیں اور امن کے معنی
علماء نے FREED کے کئے ہیں۔ یعنی چھڑانا
بچانا۔ رہا کرانا۔

اور آخری حصّہ کا ترجمہ WISE GUIDE
کے ہیں یعنی خدا تعالےٰ کی حکیمانہ تدبیر سے حضرت
مسیح کو صلیب سے بچا لیا گیا۔

یہ ایک عظیم الشان انکشاف ہے جو کہ مدراس
کے قریب توما کے مقبرہ کے ماحول سے تعلق رکھتا ہے۔

سولہویں صدی کے آخری سال چونکہ اس
چرچ کی ساری سریانی کتابیں پوپ کے حکم سے
نذرِ آتش کر دی گئیں۔ رومن چرچ کے عقائد کے
خلاف ہر کتاب جلانے کا حکم تھا۔ اس حادثہ میں
بہت سا تاریخی مواد ضائع ہو گیا۔

"مِن گانا" نے لکھا ہے کہ جو لٹریچر جلایا
گیا اس میں مسیح کے بچپن کے حالات اور حضرت
مریم صدیقہ کے حالات بھی شامل تھے۔ "مِن گانا"
نے سترہ (۱۷) ایسی کتابوں کا ذکر کیا ہے جو کہ جلا دی گئیں

لیکن ان کا نام تاریخ میں محفوظ رہ گیا ایک کتاب کا نام The book of the fathers ہے ایک کا نام کتاب فردوس" ہے جسے "مقامات" کہتے تھے۔ ایک کتاب میں آسمان سے نازل ہونیوالے ایک خط کا ذکر ہے۔ ایک کتاب میں عیسائی ولیوں کے حالات تھے اسی طرح سریانی اناجیل اور انکی تفاسیر بھی آگ میں جلا دی گئیں کیونکہ ان میں نئے عہد نامہ کے بعض صحائف پر اعتراض تھا۔ اس لٹریری تباہی کا ذکر "مِن گانا" نے اپنی کتاب کے آخر میں صفحہ ۶۷-۶۸ پر کیا ہے۔

اب مقام غور ہے کہ ہندوستان کا سارا قیمتی لٹریچر جلانے کے بعد جو کہ بجائے خود ایک ظالمانہ کارروائی ہے پھر سوال کیا جاتا ہے کہ اگر مسیح اور ان کے حواری ہندوستان میں رہے تھے تو ان کا لٹریچر کیوں نہیں ملتا۔ اندریں حالات یہ سوال نہایت درجہ افسوسناک ہے۔

مشہور سکالر PETER BAMM نے اپنی کتاب "The Kingdom of Crist" میں توما کے مجسمہ کی تصویر بھی دی ہے اور اس لوح کی بھی جس میں صلیب کی تصویر ہے۔ اس کے اوپر فاختہ کی شکل میں جبریل کو دکھایا گیا ہے اور ارد گرد گولائی میں سریانی رسم خط میں کتبہ درج ہے۔ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۲۳)

## حرفِ آخر

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ انجیل ہند عام طور پر ناپید کیوں ہو گئی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس انجیل کو مقامی لٹریچر خصوصاً بدھ لٹریچر نے اپنے اندر جذب کر لیا۔ قدیم ہندوستان کے بدھ سوتروں میں انجیل کے حوالے ملتے ہیں مثلاً کنول نامی سوتر میں مُسرف بیٹے کی تفصیل درج ہے دو حوالے اس میں عہدِ عتیق کے ہیں صحیفہ بلوہر و یوزآسف میں حضرت مسیح کے مکالمات انکے کشوف ہمیں ملتے ہیں۔ ان کے پیغام کو "بُشریٰ" کا نام دیا گیا سیاحت ہند کے بیانات ملتے ہیں۔ انجیل کی بعض تماثیل آسمانی بادشاہت کی تعریف و توصیف۔ یوزآسف پر وحیٔ آسمانی کے نزول کی کیفیّت کا ذکر ہے۔

یوزآسف کے پیغام کو بشریٰ کہا گیا۔ انجیل اور بشریٰ معنًا ایک ہیں صحیفہ یوزآسف کی مدد سے انجیل کشمیر کا ایک حصّہ از سرِ نو مرتب ہو سکتا ہے۔

اس سوال کا حتمی جواب تو اس وقت ملیگا جب حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیّہ کے رؤیاء صادقہ کے مطابق اناجیل کشمیر برآمد ہوں گی اور کسرِ صلیب کا شاہکار منظر عام پر آئے گا۔

جون ۱۹۷۸ء میں لندن میں کسرِ صلیب کانفرنس عالمی سطح پر ہو رہی ہے جس میں "امن کا شہزادہ" حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق یہ بتائے گا۔

ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ

کہ قرآنی مسیح اصل مسیح ہے۔ مسیح موعود کا یہ قافلہ آسمانی بادشاہت کی خوشخبری لے کر جا رہا ہے۔

خدا مُبارک کرے۔

۳ موازنۂ مذاہب

# اسلام اور سکھ مت

(جناب عباد اللہ گیانی - ربوہ)

اسلام اور سکھ مذہب میں اپنی تعلیمات کے لحاظ سے بہت گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ گورو نانک جی کے فرمودات کو جنہیں سکھ دُنیا اپنا پہلا گورو اور سکھ دھرم کا بانی تسلیم کرتی ہے۔ اسلام کی مقدس تعلیم کا ہی گورمکھی چربہ کہدیا جائے تو یہ ایک حقیقت ہی ہوگی۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے گورو نانک جی کے بیان کردہ کلام کے بارہ میں یہ گواہی دی ہے:-

"تمام جہان کی کتابیں اکٹھی کرکے دیکھو باوا صاحب کے اشعار اور ان کے منہ کی باتیں بجز قرآن شریف کے اور کسی کتاب کے ساتھ مطابقت نہیں کھائینگی۔"

(ست بچن صـ ۱۰۳)

ایک اور مقام پر حضورؑ فرماتے ہیں:-

"میں نے گرنتھ کے وہ شعر غور سے دیکھے ہیں جو باوا نانک صاحب کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور میں ایک مدت تک گرنتھ کو سنتا رہا ہوں اور خود بھی پڑھتا رہا ہوں اور اس میں غور کرتا رہا۔ میں اپنے تجربہ کی بناء پر ناظرین کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر ان میں سے عمدہ شعر معارف و حقائق سے پُر ہیں وہ سراسر قرآن شریف کا ترجمہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ باوا صاحب جو ایک مدت تک اہلِ اسلام اور علمائے اسلام کی صحبت میں رہے ان کے منہ سے حقائق قرآن سُنتے رہے اور آخر انہی حقائق کو اپنی بھاشا زبان میں ترجمہ کرکے نظم میں قوم کی بھلائی کے لئے مشہور کر دیا!"

(تریاق القلوب صـ ۱۱۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحقیق کو اکثر ہندو اور سکھ ودوانوں نے بھی تسلیم کیا ہے اور انہوں نے بیان کیا ہے کہ اسلام اور سکھ مذہب کی بنیادی تعلیم میں اشتراک پایا جاتا ہے۔ چنانچہ ایک سکھ ودوان سردار کپور سنگھ جی سابق آئی۔سی۔ایس لکھتے ہیں:-

"سکھ مذہب اسلام کا مخالف تو درکنار۔ اسلام کے بلند ابتدائی

اور بنیادی عقیدہ کہ دین کا خلاصہ
اپنی خواہشات کو خدا تعالیٰ کی رضا
کے ماتحت لانا ہے۔ کی بھرپور تائید
کرتا ہے۔" (ساچی ساکھی ص۲۷)

ایک مشہور ہندو ودوان لالہ کنھیا لال جی کے بقول
گورو نانک جی کی وفات کے موقعہ پر مسلمانوں نے
یہ کہا تھا:۔

"یہ فقیر خدا پرست ہے۔ اقوال اس
کے مطابق آیات قرآن و حدیث پیغمبر
کے ہیں"
(تاریخ پنجاب ایڈیشن اول ص۱۱)

ایک سکھ ودوان سردار جی۔ بی سنگھ جی ریٹائرڈ
پوسٹ ماسٹر جنرل نے اس بارہ میں یہ گواہی دی ہے:۔

(گورو نانک جی) قرآن کی تعلیم سے
بھی فقیروں سے سن سنا کر اچھے
واقف ہو گئے تھے اس بات کا ثبوت
ان کے بعد کے بیان کردہ کلام سے
مل جاتا ہے۔ جس میں جہد۔ انکار
اور الفاظ کا استعمال اسی طرح کیا
گیا ہے جو دوسرے گرنتھ (قرآن شریف)
سے مطابقت رکھتے ہیں"
(پراچین بیڑاں ص۱۶)

ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے حقیقت
اس طرح بیان کی ہے:۔

"گورو نانک جی نے اپنی تصنیف میں
قرآن شریف میں مذکورہ بے شمار
سدھانتک (اصطلاحی) الفاظ
استعمال کئے ہیں۔ اور صوفیاء کے
عقائد کی جھلک بھی کئی مقامات
پر ان کے کلام میں مل جاتی ہے"
(جیون چرتر گورو نانک دیو ص۱۳۱)

ایک اور سکھ ودوان سردار صاحب باگڑیاں اس
سلسلہ میں رقمطراز ہیں:۔

"اگر فی الحقیقت دیکھا جائے۔ تو
خدا تعالیٰ کی توحید۔ مورتی پوجا۔
اوتار واد۔ ورن آشرم۔ سنگت
پنگت جماعت اپاسنا (مل کر عبادت
کرنا) اور ٹھیک تنظیم وغیرہ بنیادی
اصولوں میں سکھ مذہب اسلام کے
بہت قریب ہے"
(گورو آشا ص۵۵)

ایک اور سکھ سکالر کا بیان ہے:۔

"عالم کائنات کی تخلیق سے متعلق
گورو نانک جی کا نظریہ کیتا پاؤ
ایکو کواؤ" اسلامی نقطۂ نگاہ سے
مطابقت رکھتا ہے جس کے مطابق
کن کہنے سے کیا عالم ہوا"
(اخبار قومی ایکتا دہلی ۲۴ دسمبر ۱۹۷۵ء)

پروفیسر شیر سنگھ جی ایم ایس سی لکھتے ہیں:۔

"ایک اور بات جو گورو جی کے بیان کردہ

تصورِ الٰہی سے متعلق ہے وہ ہندوؤں
میں نہیں..... صرف مسلمانوں کے عقیدہ
کے مطابق ہے.... حکم اور رضا کا
خیال بھی خواہ تمام سامی مذاہب میں
مشترک ہے مگر اسلام میں خاص طور پر
پردھان ہے حکم لفظ ہی قرآن شریف
سے لیا گیا ہے۔ قرآن شریف میں بیان
کردہ اور بھی کئی خیال گورو صاحب نے
اپنائے ہیں..... اسلامی نظریہ کہ عالم
کائنات کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے حکم سے
.... کُن کہنے سے ہوتی ہے گوربانی
کے شبدوں میں جھلک مارتا نظر آرہا
ہے۔" (گورمت درشن صفحہ ۱۴۴)

ایک اور مقام پر پروفیسر صاحب موصوف نے لکھا ہے
موت کے بعد کے اسلامی نظریات گوربانی
کی کئی سطروں میں پائے جاتے ہیں۔
عزرائیل فرشتہ تل پیڑے گھانی
(گوڑی کی وار محلہ ۵)
در لیکھا پیڑ چھوٹے نانکا جیوں تیل
(آسا محلہ ۱)
نانک اگے ایتا جانئیے سکھ ہی
[illegible] بیٹھا کدھ دی
(گورمت درشن صفحہ ۱۴۳)

گویا کہ گورو نانک جی اسلام کی تعلیم کے مطابق توحید
باری تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے تھے۔

متعدد ہندو دانشوروں نے بھی اس نظریہ
کی تائید کی ہے کہ گورو نانک جی نے اسلام کے
پیش کردہ نظریات اپنائے ہیں۔ چنانچہ ایک ہندو
ودوان کا بیان ہے۔

"گورو نانک جی کا مسلمانوں کی اور
ادھک جھکاؤ تھا..... کہیں کہیں
تو نانک جی قرآن ہی کے شبدوں
کا اپیوگ کر بیٹھتے ہیں۔ جیسا کہ پرماتما
کا دوسرا ساتھی نہیں ہے۔"
(ہمارا ہندی ساہت اور بھاشا پرواہ صفحہ ۵۸)

گوردوارہ ٹریبونل کے فاضل جج منال لال جی نے اپنے
ایک فیصلہ میں لکھا ہے:۔

"بعض لوگوں کا خیال ہے (ملاحظہ ہو
ہیوز صاحب کی ڈکشنری آف اسلام)
کہ گورو نانک جی نے اپنے مخصوص
عقائد اسلام سے اخذ کئے ہیں اور
یہ بات یقینی ہے کہ انہوں نے خود
کو اسلام کا مخالف ظاہر نہیں کیا۔"
(اداسی سکھ نہیں صفحہ ۲۳)

ڈاکٹر سر رادھا کرشنن جی کا بیان ہے۔

"گورو نانک صاحب اسلام کے فلسفہ
توحید سے بعید متاثر تھے اور انہوں نے
مورتی پوجا کا رد کیا ہے۔ خدا تعالیٰ
واحد ہے۔ عادل ہے۔ پیار کرنے
والا ہے اور قدوس ہے غیر مجسم ہے

نرگن ہوتے ہوئے بھی تمام عالم کائنات کا خالق ہے اور محبت اور نیکی کو پسند کرتا ہے۔" (گورو نانک جوت کے سروپ ۱۹۷)

ایک اور ہندو ودوان ڈاکٹر تارا سنگھ جی رقمطراز ہیں:۔

"یہ واضح بات ہے کہ نانک نے پیغمبر اسلام کو اپنے لئے اسوہ بنایا اور قدرتی طور پر ان کی تعلیم اس حقیقت سے گہرے طور پر متأثر ہے۔"

(ترجمہ از INFLUENCE OF ISLAM ON INDIAN CULTURE. P.169)

سردار گورمیت سنگھ جی ایڈووکیٹ سرسہ ضلع حصار نے بیان کیا ہے:۔

"اگر ہم قرآن کریم کا گورو نانک کی تعلیمات سے موازنہ کریں جو گورو گرنتھ صاحب پر مشتمل ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کی پیش کردہ بنیادی صداقتیں ایک جیسی ہیں۔ بعض تحریرات نفس مضمون اور طرز بیان میں بھی اس قدر مشابہ ہیں جو قاری کے ذہن میں یہ تاثر پیدا کرتی ہیں۔ کہ دونوں کا سرچشمہ ایک ہی ہے۔ اس بات نے مرزا غلام احمد کی طرح کئی علماء کو یہ غلط فہمی ڈالی اور انہوں نے دعویٰ کیا کہ گورو گرنتھ صاحب قرآن شریف کی تفسیر کے طور پر ہے۔ اس غلط تأثر کا باعث یہ ہے کہ مسلمانوں کے مذہبی طرزِ بیان کے کئی الفاظ گورو گرنتھ صاحب میں موجود ہیں۔"

(ترجمہ از THE VERSATILE GURU NANAK. P.117)

سردار گورمیت سنگھ جی ایڈووکیٹ نے اس سلسلہ میں یہ حقیقت بھی بیان کی ہے:۔

گورو نانک کا خدا (تعالیٰ) کے بارہ میں بیان قرآنی بیان سے مشابہ ہے مسلمانوں کے نزدیک خدا کا سب سے زیادہ معروف نام "اللہ" ہے اور سکھوں کے نزدیک زیادہ معروف نام "واہگورو" ہے۔

اردو میں جس کا مترادف اللہ ہے

تاہم یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ گرو نانک نے کبھی بھی یہ لفظ اپنی تحریرات میں خدا کے لئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ یہ لفظ بابا نانک کے چوتھے جانشین گورو رام داس کے زمانہ میں رواج پا گیا پھر بھی کچھ سکھ علماء کا دعویٰ ہے کہ گورو نانک نے یہ لفظ خدا کے ذاتی نام کے طور پر تجویز کیا تھا۔ گورو نانک نے اپنی تحریرات میں خدا کے لئے کئی قرآنی نام استعمال کئے ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں رحمان۔ رحیم کبیر۔ کریم۔ مولیٰ۔ اللہ۔ حق۔ پروردگار اور خالق۔"

(ترجمہ از THE VERSATILE GURU NANAK. P.114)

ایک اور سکھ ودوان ڈاکٹر شیر سنگھ جی ایم۔اے۔ پی ایچ ڈی (لندن) نے بیان کیا ہے:۔

"وہ یعنی (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) گوربانی کی تشریح بیان کرتے ہیں۔ کہ گوربانی میں تمام قرآن شریف کی باتیں ہی مذکور ہیں"

(گورمت درشن ص ۱۱۰)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ:۔

درحقیقت باوا صاحب جس خدا کی طرف اپنے اشعار میں لوگوں کو کھینچنا چاہتے ہیں۔ اس پاک خدا کا نہ ویدوں میں کچھ پتہ چلتا ہے۔ اور نہ عیسائیوں کی انجیل محرف و مخرب ہیں بلکہ وہ کامل اور پاک خدا قرآن شریف کی مقدس آیات میں جلوہ نما ہے۔"

(ست بچن ص ۲۸)

سردار جی۔بی سنگھ ریٹائرڈ پوسٹماسٹر جنرل اس سلسلہ میں بیان کرتے ہیں:۔

اسلام کا بڑا اصول وحدہٗ لاشریک تھا۔ اور مسلمانوں کی بت پرستی سے سخت نفرت۔۔۔ کبیر جی۔ جو ایک تو مسلم گھرانہ میں پیدا ہوئے اور وہاں ہی پرورش پائی کے خمیر میں اور طبیعت میں یہ بات داخل تھی اور پنجاب میں جو اسلامی اثرات کام کر رہے تھا یہ اثر گورو نانک صاحب کی طبیعت میں بہت زبردست طور پر اثر انداز ہوا انہوں نے اوتار فلاسفی کے خلاف جو ہندو مت کا بنیادی مسئلہ تھا اپنا نقطۂ نظر ہی نرنکاری رکھ لیا۔"

(پراچین پنجاب ص ۲۱۹)

مشہور و معروف سکھ مورخ گیانی گیان سنگھ بیان کرتے ہیں۔ کہ جب گورو ارجن دیو جی نے گورو گرنتھ صاحب مرتب کیا تو گورو جی کے دشمنوں نے اکبر بادشاہ

کے پاس شکایت کی کہ گورو صاحب نے ایک ایسی کتاب مرتب کی ہے کہ جس میں اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کے خلاف تعلیم دی گئی ہے انہوں نے اس شکایت کے لئے گورو گرنتھ صاحب اپنے دربار میں منگوایا۔ اور مختلف مقامات سے سُنکر فیصلہ دیا کہ جھوٹی شکایت کی گئی ہے۔ گورو گرنتھ صاحب میں اسلامی نظریات کے خلاف کچھ بھی نہیں کہا گیا۔ بلکہ جو کچھ مذکور ہے وہ اسلام کے مطابق ہے بادشاہ نے سکھوں کو انعام وغیرہ دے کر باعزت طور پر رخصت کر دیا۔

اکبر کے بعد جہانگیر بادشاہ نے بھی گورو گرنتھ صاحب سُنکر یہی فیصلہ دیا تھا کہ اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اسلام کے مطابق ہے۔" (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۹۱۔ دس گرو جوت پرکاشش صفحہ ۲۲۸۔ بادن لیکچر صفحہ ۱۱۹ و رسالہ خالصہ پارلیمنٹ گزٹ جون ۱۹۶۱ء)

سکھ تاریخ میں مرقوم ہے کہ ایک مرتبہ بخارا کے ایک نواب صاحب نے بھی گورو گرنتھ صاحب کے بعض شبد سنکر یہ شہادت دی تھی کہ اس میں بیان کردہ تعلیم اسلام کے عین مطابق ہے۔ (ملاحظہ ہو تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۴۸۳)

ایک سکھ ودوان سردار گوربخش سنگھ جی ایڈیٹر رسالہ پریت لڑی نے کتاب رئیس رنجیت سنگھ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ

ایک مرتبہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک قلمی قرآن شریف کا کچھ حصہ فقیر عزیز الدین صاحب سے سُنکر کہا تھا کہ فقیر صاحب گورو گرنتھ صاحب میں بھی یہی تعلیم دی گئی ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ پریت لڑی ستمبر ۱۹۶۸ء)

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے گورو نانک جی کے بارہ میں یہ حقیقت بیان کی ہے:۔

گورو نانک دیو جی نے مسلمانوں کے توحید کے عقیدہ کو تسلیم کیا ہے۔"

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۳۰۷)

پروفیسر کرتار سنگھ جی نے بیان کیا ہے کہ گورو نانک جی نے بغداد کے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تھا:۔

صرف اس وجہ سے کہ مَیں اس

خدائے واحد کا پرستار ہوں جس جیسا اور جس کے برابر کوئی اور نہیں اس خدائے واحد کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک ٹھہرانے کے سبب سے میں مسلمان کہلانے والوں سے کہیں زیادہ اسلام کی خالص توحید کے قریب ہوں۔"

(جیون کتھا گورو نانک دیو جی صفحہ ۳۲۲)

ڈاکٹر ترلوچن سنگھ جی نے گورو نانک جی کا بیان فرمودہ کچھ عربی کلام بھی پیش کیا ہے۔ اس میں گورو جی فرماتے ہیں:-

لِلّٰہِ قَوْمٌ فِی السِّیَاحَۃِ فُتِنَّا
کَالْوَرْدِ اِلَّا اَنَّہٗ لَا تُجْتَنٰی
وَطُغَاۃُ ہِنْدُسْتَانَ یَدْعُوْنِیْ لَھُمْ
شُکْرًا اِلٰہِ الْعَرْشِ اِنِّیْ مُؤْمِنًا
وَمُکَوِّنُ الْاَکْوَانِ اَنْقَذَ نَانَکَ
مِنْ حِزْبِ ذِی الشَّیْطَانِ طَھَّرَ قَلْبَنَا
اِذْ یَجْعَلُوْنَ مَعَ الْاِلٰہِ مُشَادِکًا
حَاشَا شَرِیْکٌ اَنْ یَکُوْنَ لِرَبِّنَا

(جیون چرتر گورو نانک دیو صفحہ ۳۰۴ اور صفحہ ۳۰۵ کے درمیان پلیٹ نمبر XI)

یعنی۔ اس (خدا رسیدہ) گروہ کے کیا کہنے۔ جنہیں سیر و سیاحت کی بناء پر آزمائش میں ڈالا جائے۔ ہندوستان کے سرکش لوگ مجھے اپنی طرف بلاتے ہیں۔ خدائے ذوالعرش کا شکر ہے۔ میں مومن مسلمان ہوں (ان کی طرف مائل نہیں ہوں) کائنات کا خالق (پروردگار ہے) جس نے نانک اور شیطان کے گروہ سے نجات دی ہے اس نے ہمارا دل پاک و صاف کر دیا ہے۔ وہ لوگ تو خدا تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے ہیں۔ لیکن ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ہمارے پروردگار کا کوئی شریک نہیں۔

ان حوالہ جات سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام اور سکھ مذہب کا بہت گہرا تعلق ہے گورو نانک جی نے اسلامی نظریات کو ہی اپنایا ہے اور اپنے کلام کے ذریعہ سے دوسرے لوگوں کو یہی نظریات اپنانے کی تلقین کی ہے۔

منظومات

# "قادر ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے"

دشتِ جنوں کی سیر سے کوئی کب تک جی بہلاوے
ہم جس شہر سے نکلے تھے پھر اسکی یاد ستاوے

ہجر کے دن، فرقت کی راتیں، کرب و بلا کی گھڑیاں
غربت میں بے چارے ننھا دل پر اتنے دھاوے

جن گلیوں کی مٹی نے محبوب کے پاؤں چومے
اُن گلیوں کی چاہت پھر دن رات ہمیں تڑپاوے

عشق کے سودے میں ہے کس کو سود و زیاں کی پروا
کون کسی کی سنتا ہے جب دل کو لگن لگ جاوے

منزل منزل کرتے ہم نے کتنا سفر کر ڈالا!
منزل سامنے دیکھ رہی ہے کوئی نہ اب ستاوے

صبر و رضا دکھلانے والے خوشیوں کے دن دیکھیں
کہدو اب ناہید سے جا کر غم کے گیت نہ گاوے

"قادر[1] ہے وہ بارگاہ جو ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"

خواجہ عبدالمنان ناہید

[1] الہام حضرت مسیح موعود

مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں



# ڈاکٹر ڈوئی کی نسبت پیشگوئی

الیگزنڈر ڈوئی امریکہ کا ایک مشہور آدمی تھا۔ یہ شخص اصل میں آسٹریلیا کا رہنے والا تھا۔ وہاں سے امریکہ چلا گیا۔ ۱۸۹۲ء میں اس نے مذہبی وعظ کہنے شروع کئے اور جلد ہی اس دعوے کے باعث کہ اُسے بلا علاج شفا بخشنے کی طاقت ہے اس نے مقبولیت حاصل کرنی شروع کر دی ۱۹۰۱ء میں اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ مسیح کی آمد ثانی کے لئے بطور ایلیاء کے ہے اور اس کا راستہ صاف کرنے آیا ہے۔ چونکہ علامات ظہور مسیحؑ کے پورا ہونے کی وجہ سے مذہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو مسیحؑ کی آمد کا انتظار تھا اس دعوے سے اس کو بہت ترقی ہوئی۔ اس نے ایک زمین خرید کر اس پر صیحون نامی ایک شہر بسایا اور اعلان کیا کہ مسیحؑ اسی شہر میں اُتریں گے۔ بڑے بڑے مالدار لوگوں نے سب سے پہلے مسیحؑ کو دیکھنے کی غرض سے لاکھوں روپیہ خرچ سے زمین خرید کر وہاں مکان بنوائے اور یہ اس شہر میں ایک بادشاہ کی طرح رہنے لگا۔ اس کے مرید تھوڑے ہی عرصے میں ایک لاکھ سے زیادہ بڑھ گئے اور تمام بلادِ مسیحیہ میں اس کے منّاد تبلیغ کے لئے مقرر کئے گئے۔ اس شخص کو اسلام سے سخت عداوت تھی اور ہمیشہ اسلام کے خلاف سخت کلامی کرتا رہتا تھا۔ ۱۹۰۲ء میں اس نے شائع کیا کہ اگر مسلمان مسیحیت کو قبول نہ کریں گے تو وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں گے۔ اس پیشگوئی کی خبر حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو ملی تو آپؑ نے فوراً اس کے خلاف ایک اشتہار شائع کیا۔ جس میں اسلام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھا کہ مسیحیت کی صداقت ظاہر کرنے کے لئے کروڑوں آدمیوں کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مَیں خدا کی طرف سے مسیح کر کے بھیجا گیا ہوں مجھ سے مباہلہ کر کے دیکھ لو۔ اس سے سچے اور جھوٹے مذہب کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور لوگوں کو فیصلہ کرنے میں مدد ملے گی۔ آپ کا یہ اشتہار ستمبر ۱۹۰۲ء میں اس کثرت سے یورپ اور امریکہ میں شائع کیا گیا کہ دسمبر ۱۹۰۲ء سے لیکر ۱۹۰۳ء کے اختتام تک اس اشتہار پر مختلف اخبارات امریکہ و یورپ میں ریویو چھپتے رہے جن میں سے قریباً چالیس اخبارات نے تو اپنے پرچے یہاں بھی بھیجے اس قدر اخبارات میں اس اشتہار کی اشاعت سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کم از کم پچیس لاکھ آدمیوں کو اس دعوتِ مقابلہ کا علم ہو گیا ہوگا۔ اس اشتہار کا ڈوئی نے جواب تو کوئی نہ دیا

اسلام کے خلاف بددعائیں کرنا شروع کر دیں اور اس پر سخت حملے شروع کر دیئے۔ ۱۴ر فروری کو اس نے شائع کیا۔ کہ

"میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آئے جب اسلام دنیا سے نابود ہو جائے
اے خدا تو میری اس دعا کو قبول کر
اے خدا تو اسلام کو ہلاک کر"

پھر ۲۵ر اگست ۱۹۰۳ء میں شائع کیا کہ:-

"انسانیت پر اس سخت بدنما دھبے (اسلام) کو صیحون ہلاک کر کے چھوڑے گا"

جب حضرت اقدسؑ نے دیکھا کہ یہ شخص اپنی مخالفت سے باز نہیں آتا۔ اتو آپ نے ۱۹۰۳ء میں ایک اور اشتہار دیا جس کا نام تھا "ڈوئی اور پگٹ کے متعلق پیشگوئیاں"۔ اس اشتہار میں آپ نے لکھا کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے اس وقت اس لئے بھیجا ہے تا اس کی توحید کو قائم کروں اور شرک کو مٹاؤں۔ اور پھر لکھا کہ امریکہ کے لئے خدا نے مجھے یہ نشان دیا ہے کہ اگر ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے اور میرے مقابلے پر خواہ صراحتاً یا اشارۃً آجائے تو وہ میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا"۔ اس کے بعد لکھا کہ ڈوئی کو میں نے پہلے بھی دعوت مباہلہ دی تھی۔ مگر اس نے ابتک اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس لئے آج سے اس کو جواب کے لئے سات ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ پھر لکھا کہ "پس یقین رکھو کہ اس کے

مضمون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔" آخر میں اس کے جواب کا انتظار کئے بغیر دُعا کی کہ اے خدا یہ فیصلہ جلد کر کہ پگٹ اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔" یہ اشتہار بھی کثرت سے بلادِ مغربیہ میں تقسیم کیا گیا۔ اور یورپ و امریکہ کے متعدد اخبارات مثلاً گلاسگو ہیرلڈ انگلستان۔ نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر۔ امریکہ وغیرہا نے اس کے خلاصے اپنے اخبارات میں شائع کئے اور لاکھوں آدمی اس کے مضمون پر مطلع ہو گئے۔

جس وقت یہ اشتہار شائع ہوا ہے اُس وقت ڈوئی کا ستارہ بڑے عروج پر تھا۔ اس کے مریدوں کی تعداد بہت بڑھ رہی تھی اور وہ لوگ اس قدر مالدار تھے کہ ہر نئے سال کے شروع میں تیس لاکھ روپیہ کے تحائف اس کو پیش کرتے تھے۔ اور کئی کارخانے اس کے جاری تھے۔ چھ کروڑ کے قریب روپیہ تھا۔ اور بڑے بڑے نوابوں سے زیادہ اس کا عملہ تھا۔ صحت ایسی اچھی تھی۔ کہ وہ اُسے اپنا معجزہ قرار دیتا تھا اور کہتا تھا کہ میں دوسروں کو بھی اپنے حکم سے اچھا کر سکتا ہوں غرض مال، صحت، جماعت، اقتدار۔ ان چاروں باتوں سے اس کو حصہ وافر ملا تھا۔

اس اشتہار کے شائع ہونے پر لوگوں نے اس سے سوال کیا کہ وہ کیوں آپ کے اشتہارات کا جواب نہیں دیتا۔ تو اس نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ "تم فلاں فلاں بات کا جواب کیوں نہیں دیتے" اس نے جواب دیا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ میں ان کیڑوں مکوڑوں کو جواب دوں گا۔ اگر میں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ایک دم میں ان کو کچل سکتا ہوں۔ مگر میں ان کو موقع دیتا ہوں کہ میرے سامنے سے دُور چلے جائیں۔ اور کچھ دن اور زندہ رہ لیں۔" انسان بعض دفعہ کیسی نادانی کر لیتا ہے ڈوئی نے مقابلے سے انکار کرتے ہوئے مقابلہ کر لیا اس نے غور نہ کیا کہ حضرت اقدسؑ نے صاف لکھ دیا تھا کہ اگر یہ اشارۃً بھی میرے مقابل پر آئے گا تو دکھ کے ساتھ میری زندگی میں ہلاک ہو گا۔ اس نے آپ کو کیڑا قرار دے کر اور یہ کہہ کر کہ اگر میں اس پر اپنا پاؤں رکھ دوں تو کچل دوں اپنے آپ کو آپ کے مقابلے پر کھڑا کر دیا اور خدا کے عذاب کو اپنے اوپر نازل کرا لیا۔

مگر اس کی سرکشی اور تکبر یہیں پر ختم نہ ہوا اس نے کچھ دن بعد آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے۔ "بیوقوف محمدی مسیح"

اور یہ بھی لکھا کہ "اگر میں خدا کی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں۔" اور دسمبر ۱۹۰۳ء کو تو کھلا کھلا مقابلے پر آ کھڑا ہوا اور اعلان کیا کہ ایک فرشتے نے مجھ سے کہا ہے کہ تو اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔ گویا حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی کے مقابلے میں آپ کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع کر دی اس کا یہ مقابلہ جو پہلے اشارۃً شروع ہوا اور آہستہ آہستہ صراحت کی طرف آتا گیا جلد پھل لے آیا۔ اور اس آخری حملے کے بعد چونکہ وہ مقابل پر آ گیا تھا حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کے خلاف لکھنا چھوڑ دیا اور فانتظر انھم منتظرون کے حکم کے مطابق خدائی فیصلے کا انتظار کرنا شروع کر دیا۔ آخر اللہ تعالےٰ نے جو پکڑنے میں دھیما ہے مگر جب پکڑتا ہے تو سخت پکڑتا ہے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا اور وہ پاؤں جن کو وہ ابن مسیح پر رکھ کر کچلنا چاہتا تھا اس نے بیکار کر دیئے۔ مسیح محمدؐ کا پر پاؤں رکھنے کی طاقت تو اس کو کہاں سے مل سکتی تھی وہ ان پاؤں کو زمین پر بھی رکھنے کے قابل نہ رہا۔ یعنی خدا کا غضب فالج کی شکل میں اس پر نازل ہوا۔ کچھ دن کے بعد افاقہ ہو گیا مگر دو ماہ بعد ۱۹ دسمبر کو دوسرا حملہ ہوا اور اس نے رہی سہی طاقتیں بھی توڑ دیں۔ جب وہ بالکل ناچار ہو گیا تو اس نے اپنا کام اپنے نائبوں کے سپرد کیا اور خود ایک جزیرہ میں جس کی آب و ہوا فالج کے لئے مفید تھی رہائش اختیار کر لی۔ مگر اللہ تعالےٰ کے غضب نے اس کو اب بھی نہ چھوڑا اور چاہا کہ جس طرح اس نے اس کے مسیح کو کیڑا کہا تھا وہ اسے کیڑا ثابت کر کے دکھائے اور وہ چیزیں جن پر گھمنڈ کر کے اس نے یہ جرأت کی تھی الٰہی کے ذریعہ اُسے ذلیل کرے۔ چنانچہ ایسا ہوا کہ اس کے بیمار ہو کر چلے جانے پر اس کے مریدوں کے دل پر شک ہوا کہ یہ تو اوروں کو دعا سے نہیں بلکہ اپنے حکم سے اچھا کرتا تھا یہ خود ایسا بیمار کیوں ہوا اور انہوں نے اس کے کمروں کی جن میں وہ اور کسی کو جانے نہیں دیتا تھا تلاشی لی۔ تو اُن میں سے شراب کی بہت سی بوتلیں نکلیں اور اس کی بیوی اور لڑکے نے گواہی دی کہ وہ چھپ کر شراب پیا کرتا تھا۔

حالانکہ وہ اپنے مریدوں کو سختی سے شراب پینے سے روکتا تھا اور کسی نشہ آور چیز کی اجازت نہیں دیتا تھا حتیٰ کہ تمباکو نوشی سے بھی منع کرتا تھا اور اس کی بیوی نے کہا کہ میں اس کی سخت غربت کے ایام میں بھی وفادار رہی ہوں مگر اب مجھے یہ معلوم کر کے سخت افسوس ہوا ہے کہ اس نے ایک مالدار بڑھیا سے شادی کرنے کی خاطر یہ نیا مسئلہ بیان کرنا شروع کیا ہے کہ ایک سے زیادہ شادیاں جائز ہیں۔ درحقیقت اس کا اپنا ارادہ شادی کرنے کا ہے۔ چنانچہ اس نے اس بڑھیا کے خطوط جو ڈوئی کے خطوں کے جواب میں آئے تھے لوگوں کو دکھائے اس پر لوگوں کا غصہ اور بھڑکا اور جماعت کے اس روپیہ کا حساب دیکھا گیا جو اس کے پاس رہتا تھا اور معلوم ہوا کہ اس نے اس میں سے پچاس لاکھ روپیہ غبن کر لیا ہے اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ شہر کی کئی نوجوان لڑکیوں کو اس نے خفیہ طور پر ایک لاکھ سے زائد روپیہ کے تحائف دے دیئے ہیں۔ اس پر اس کی جماعت کی طرف سے اُسے ایک تار دیا گیا جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

"تمام جماعت بالاتفاق تمہاری فضول خرچی، ریاکاری، غلط بیانی، مبالغہ آمیز کلام، لوگوں کے مال کے ناجائز استعمال، ظلم اور غضب پر سخت اعتراض کرتی ہے۔ اس واسطے تمہیں تمہارے عہدے سے معطل کیا جاتا ہے"۔

ڈوئی ان الزامات کی تردید نہ کر سکا۔ اور آخر سب مرید اس کے مخالف ہو گئے اس نے چاہا کہ خود اپنے مریدوں کے سامنے آ کر ان کو اپنی طرف مائل کرے مگر اسٹیشن پر سوائے چند لوگوں کے کوئی اس کے استقبال کو نہ آیا۔ اور کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ آخر وہ عدالتوں کی طرف متوجہ ہوا۔ مگر وہاں سے بھی اس کو قومی فنڈ پر قبضہ نہ ملا۔ اور صرف ایک قلیل گزارہ دیا گیا۔ اور اس کی ناچاری کی حالت یہاں تک پہنچ گئی کہ اس کے حبشی نوکر اس کو اٹھا اٹھا کر ایک جگہ سے دوسری جگہ پر رکھتے تھے۔ اور سخت

تکلیف اور دُکھ کی زندگی وہ بسر کرتا تھا اس کی تکلیف اور دُکھ کو دیکھکر اس کے دو چار ملنے والوں نے جو ابھی تک اس سے ملتے تھے اُسے مشورہ دیا کہ وہ اپنا علاج کروائے۔ مگر وہ علاج کرانے سے اس بناء پر انکار کرتا رہا کہ لوگ کہیں گے یہ لوگوں کو تو علاج سے منع کرتا تھا اور خود علاج کراتا ہے آخر جبکہ اس کے ایک لاکھ سے زیادہ مریدوں میں سے صرف دو سو کے قریب باقی رہ گئے۔ اور عدالتوں میں بھی ناکامی ہوئی اور بیماری کی بھی تکلیف بڑھ گئی تو وہ ان تکالیف کو برداشت نہ کر سکا اور ایک دن اس کے چند مرید جب اس کا وعظ سُننے کے لئے گئے۔ تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے تمام جسم پر پٹیاں بندھی ہوئی ہیں۔ اس نے ان سے کہا کہ اس کا نام جیری ہے اور وہ ساری رات شیطان سے لڑتا رہا ہے اور اس جنگ میں اس کا جرنیل مارا گیا ہے اور وہ خود زخمی ہو گیا ہے اس پر ان لوگوں کو یقین ہو گیا کہ یہ شخص بالکل پاگل ہو گیا ہے اور وہ بھی اس کو چھوڑ گئے۔ اور حضرت اقدسؑ کے یہ الفاظ کہ وہ میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دُکھ کے ساتھ اس دنیائے فانی کو چھوڑ دے گا۔" ۹ مارچ ۱۹۰۷ء کو پورے ہو گئے۔ یعنی ڈوئی حسرت اور دکھ کے ساتھ اس دُنیا سے کوچ کر گیا۔ اس کی موت کے وقت اس کے پاس صرف چار آدمی تھے اور اس کی پونجی کل تیس روپے کے قریب تھی۔

بہت سے اخبارات نے اس امر کو تسلیم کیا۔ کہ حضرت اقدسؑ کی پیشگوئی پوری ہو گئی ہے اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے۔ مثال کے طور پر چند اخبارات کے حوالے پیش ہیں:۔

" ڈونول گزٹ امریکی اخبار اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے:۔

"اگر احمدؑ اور ان کے پیرو اس پیشگوئی کے جو چند ماہ ہوئے پوری ہو گئی ہے نہایت صحت کے ساتھ پورا ہونے پر فخر کریں تو اُن پر کوئی الزام نہیں"۔
(۷ جون ۱۹۰۷ء)

امریکہ کا اخبار ٹرتھ سیکر لکھتا ہے:۔

"ظاہری واقعات چیلنج کرنے والے کے زیادہ دیر تک زندہ رہنے کے خلاف تھے مگر وہ جیت گیا"!

یعنی حضرت اقدس کی عمر ڈوئی سے زیادہ تھی اور وہ آپؑ کے مقابلے میں جوان تھا۔

بوسٹن امریکہ کا اخبار ہیرلڈ لکھتا ہے:۔

"ڈوئی کی موت کے بعد ہندوستانی نبی کی شہرت بہت بلند ہو گئی ہے کیونکہ کیا یہ سچ نہیں کہ انہوں نے ڈوئی کی موت کی پیشگوئی کی تھی کہ یہ ان کی یعنی مسیح کی زندگی میں واقع ہو گی اور بڑی حسرت اور دُکھ کے ساتھ اس کی موت ہو گی۔ ڈوئی کی عمر پینسٹھ سال کی تھی اور پیشگوئی کرنے والے کی پچھتر سال کی"۔

---

سفر نامہ

# جاپان میں تبلیغ اسلام

جناب عبدالرحمٰن ملک

میرے لئے پاکستان سے باہر کسی ملک میں جماعت کا مشن دیکھنے کا یہ پہلا موقعہ تھا۔ مجھے شوق تھا کہ دیکھوں ہمارے مبلغین کرام کس طرح لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کرتے ہیں۔ جاپان تو ایک نوزائیدہ مشن ہے اس لئے اس کی مساعی بڑے مشنز سے قدرے مختلف ہیں۔ مَیں نے قریبًا چھ ماہ جاپان میں قیام کے دوران امام راشد صاحب کے کام کو دیکھا اور میرے لئے یہ مشاہدہ ازدیادِ ایمان کا باعث ہوا۔

امام راشد صاحب کے لئے جاپان پہنچتے ہی پہلا مرحلہ زبان کا تھا انہوں نے جاپانی سکھانیوالے ایک سکول میں داخلہ لے لیا۔ لیکن زبان سیکھنے کیلئے سکول کی کلاسوں سے باہر بھی مسلسل اور کثرت سے مشق کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ مشق انہیں میسّر نہیں آتی تھی (گویا کوئی بھی تختہ مشق بننے کے لئے تیار نہ تھا) کیونکہ کسی غیر ملکی کو دیکھتے ہی ایک جاپانی کا پہلا تأثر یہ ہوتا ہے کہ "مارے گئے"۔ اب انگریزی بولنی پڑے گی!! کئی بار جب کسی دکان میں گھسے تو سیلز گرلز کے چہروں پر روایتی انداز میں اُبھرنے والی مسکراہٹ فورًا ہی غیر ملکی سے انگریزی بولنے کے غیر متوقع حادثہ کے تصور سے پیدا ہونے والی گھبراہٹ کے نیچے دب گئی۔ جاپانیوں کے لئے یہ ماننا بہت ہی مشکل ہے کہ جاپان آنے والے غیر ملکی جاپانی سیکھنے کے بھی خواہشمند ہوں گے۔ چنانچہ جب انہیں ملیں تو بے چارے انگریزی ہی بولنے کی کوشش کرتے ہیں حتیٰ کہ اگر غیر ملکی جاپانی بھی بولے تو بھی وہ جواب انگریزی میں دینے کی کوشش کرتے ہیں یہی مشکل امام راشد صاحب کو درپیش تھی۔ وہ چاہتے تھے کہ جاپانیوں سے جاپانی میں گفتگو کریں تاکہ جلد زبان سیکھنے کا مرحلہ طے ہو۔ اس مشکل کا ایک دلچسپ حل انہوں نے نکالا۔ اپنے سینہ پر جاپانی میں لکھکر لگا لیا "مَیں جاپانی زبان کا طالب علم ہوں۔ براہِ کرم مجھ سے جاپانی میں گفتگو فرمائیں"۔ یہ حربہ بہت کامیاب ہوا۔ ریلوں۔ بازاروں اور دکانوں میں ملنے والے لوگوں سے جب وہ جاپانی میں بات کرتے تو وہ مسکراتے ہوئے انہیں جاپانی میں ہی جواب دیتے۔ اس بہانے امام صاحب نے

زبان سیکھنے کا ہی مسئلہ حل نہ کیا بلکہ تعارف حاصل کرنے اور کئی سنجیدہ جاپانیوں کو اپنی شفقت اور محبت میں جکڑنے کا کام بھی نکال لیا۔

جاپانیوں کے اس تأثر کے بارے میں کہ غیر ملکی جاپانی بول ہی نہیں سکتے امام صاحب نے مجھے سے لطائف سنائے خود مجھے بھی اس کا تجربہ بارہا ہؤا۔ ایک لطیفہ آپ بھی سن لیں۔ ٹوکیو سے باہر کسی علاقے میں امام صاحب دورے پر تھے کھیلتے ہوئے بچوں کے ایک گروپ کے پاس سے گزرے تو انہیں ایک شرارت سوجھی۔ بے ساختگی سے ایک بچے سے جاپانی میں پوچھا کیا تم جاپانی جانتے ہو؟ صدیوں سے ورثے کے طور پر منتقل ہوتے چلے آنے والے تأثر کے تحت بچے کے منہ سے بے اختیار نکل گیا "نہیں میں نہیں جانتا"۔ امام صاحب مسکرائے اور بچے کے ساتھی بھی اس کی بوکھلاہٹ پر خوب ہنسے۔ دراصل ہر جاپانی کا دل اسی خیال سے کانپ رہا ہوتا ہے کہ آنے والا غیر ملکی پہلے یہی کہے گا "آپ انگریزی جانتے ہیں"۔

امام راشد صاحب کا طریق عمل کیا ہے؟ کچھ تو وہی معروف طریقے ہیں جو ہر جگہ استعمال ہوتے ہیں مثلاً پبلک جگہوں پر تقسیم لٹریچر، اخبارات میں خطوط اور اسلامی موضوعات پر مضامین کی اشاعت وغیرہ۔ کچھ طریقے ان کے اپنے ہیں۔ بعض سے میں بہت متأثر ہؤا۔ ان کا ذکر کرتا ہوں:۔

امام صاحب نے انگریزی پریس سے رابطہ کا بہت دلچسپ طریق اختیار کیا۔ جاپان ٹائمز انگریزی کا سب سے معروف اخبار ہے اس میں ایک باقاعدہ کالم چلتا ہے "GETTING THINGS DONE"

اس کالم کا مقصد یہ ہے کہ غیر ملکی قارئین کو جاپان میں قیام کے دوران جو مسائل پیش آئیں یا جو معلومات درکار ہوں ان کے لئے وہ اس کالم نگار سے رجوع کریں۔ امام صاحب کو بھی ایک مسئلہ درپیش تھا۔ کہ جاپان میں تبلیغ کے لئے نئی راہیں کیسے کھلیں۔ انہوں نے بھی کالم نگار خاتون سے رابطہ قائم کیا۔ اور اسے خط لکھا۔ اپنا تعارف کرایا کہ میں احمدیہ موومنٹ ان اسلام
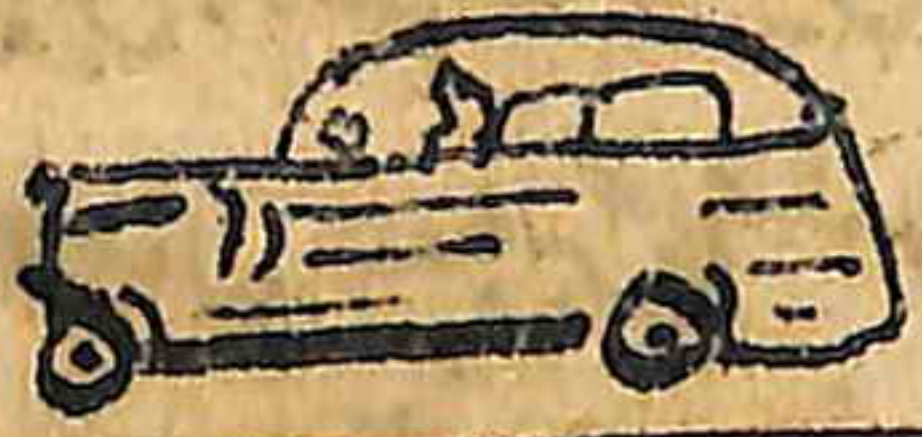
کا مشنری ہوں آپ کو اسلام کے بارے میں تعارفی لٹریچر بھیج رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو فی الحال اس کی ضرورت نہ ہو لیکن میرا مشورہ ہے کہ اسے آپ اپنی فائل میں رکھ لیں۔ شاید کبھی آپ کو اس کی ضرورت پڑ جائے۔ ایسی صورت میں آپ مجھ سے بھی رابطہ قائم کریں۔ میں ہر ممکن مدد کروں گا۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ اچانک کچھ عرصہ بعد امام صاحب کو اس کالم نگار کا خط ملا کہ آپ نے ٹھیک ہی کہا تھا۔ واقعی مجھے آپ کی مدد کی ضرورت پڑ گئی ہے میں

DIFFERENT PATHS TO FOLLOW

کے عنوان پر ایک فیچر لکھنا چاہتی ہوں اور اس بارے میں آپ مجھے اسلام کے متعلق معین سوالات کے تحت معلومات بھجوائیں۔ جب مذہبی تحریکات کے تعارف کا یہ مضمون چھپا تو احمدیہ مسلم مشن کا تعارف سرِ فہرست تھا

جاپان ٹائمز سے امام صاحب کا رابطہ بدستور چل رہا ہے۔ مناسب موقعوں پر اسلامی موضوعات پر مضامین بھجواتے رہتے ہیں اور وہ مستعدی سے چھاپتے رہتے ہیں۔ انہیں مفت میں اشاعت کے لئے مضامین مل جاتے ہیں اور امام صاحب خوش ہیں کہ ان کی مفت میں تبلیغ ہو رہی ہے۔ رمضان قریب آئے تو، حج کا موقعہ ہو تو امام صاحب کا مضمون چھپ جاتا ہے۔ اسلام کے بارے میں کوئی غلط بات اخباروں میں چھپ جائے تو امام صاحب کی طرف سے فوراً وضاحتی مضمون پہنچ جاتا ہے۔

بعض دفعہ تو جواب در جواب کا یہ سلسلہ بہت دلچسپ صورت اختیار کر لیتا ہے اور کافی عرصہ چلتا ہے۔ جب تک فریق مخالف دلائل کی تاب نہ لا کر یا ویسے ہی نڈھال ہو کر ہمت نہ ہار بیٹھے۔ کچھ عرصہ قبل اخبارات میں شائع ہونے والے بعض مضامین میں ذکر کیا گیا کہ اسلام دنیائے عرب کا مذہب ہے اور یہ کہ خانہ کعبہ نبیٔ اسلام کی یاد میں تعمیر کیا گیا ہے اور یہ کہ مسلمان اپنے نبیؐ کی قبر کی پرستش کرتے ہیں۔ امام صاحب کی طرف سے فوراً وضاحتی خطوط پہنچ گئے اور چھپ گئے۔

جب کوئی اور بہانہ ہاتھ نہ آئے تو امام صاحب خود ہی کوئی نیا محاذ تلاش کر لیتے ہیں۔ اخبارات میں ذکر آئے کہ بچوں میں خودکشی کی وارداتیں زیادہ ہوتی جا رہی ہیں۔ تو امام صاحب اس سے بھی اپنے مطلب کی بات نکال لیتے ہیں۔ جاپان ٹائمز میں ان کے مضامین اس تواتر کے ساتھ آتے ہیں کہ بہت سے غیر ملکی انہیں غائبانہ طور پر مسٹر راشد کے طور پر جانتے ہیں۔ اور جب کسی تقریب میں سامنا ہو جائے اور نوبت تعارف تک پہنچے تو ..... " اچھا آپ ہیں مسٹر راشد جن کے مضامین ہم جاپان ٹائمز میں اکثر پڑھتے ہیں"

لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ امام صاحب کی جاپان ٹائمز سے یہ گاڑھی چھنتی سبھی کو بھاتی ہو۔ ایسے دوست بھی ہیں جن کو امام صاحب کا اسلام کی

طرف سے یہ مستعد دفاع ناخوشگوار محسوس ہوتا ہے۔
ان میں سے بعض دوستوں نے بارہا امام صاحب کو
پہلے نرم نرم لہجے میں اور ان کے نہ سمجھ پانے پر گرم
گرم انداز میں یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ حضرت
آپ ہر معاملہ میں دخل نہ دیا کریں۔ اور صرف اپنے
کام سے غرض رکھیں۔ امام صاحب نے جواب دیا۔
کہ یہی تو میرا کام ہے۔ اگر اسلام کے دفاع اور اس
کی حسین اور دلکش تعلیم کو جاپانی معاشرہ میں احسن
رنگ میں پیش کرنے کو میرے کام سے نکال دیا جائے
تو باقی تو کچھ بچے گا ہی نہیں۔ اسلام کے بارے
[illegible] باتیں اخبارات میں چھپیں اور آپ سب
ا[illegible]وش رہیں۔ اور پھر مجھ سے بھی یہ توقع رکھی
جائے کہ میں بھی خاموش رہوں یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اس
پر انہیں مصلحانہ اور خیر خواہانہ انداز میں بتایا جاتا
ہے کہ ان معاملات میں نہ الجھا کریں۔ جن میں الجھنے
سے آپ نمایاں ہو کر لوگوں کی نظروں میں آجاتے ہیں
لوگ اسے پسند نہیں کرتے۔ ایسا نہ ہو کہ معاملہ
اور رنگ پکڑ لے۔ وغیرہ ...... اور آگے وہی لہجہ
جس سے احباب واقف ہی ہیں۔ ایسے مواقع پر
امام راشد صاحب اس سے بہتر کیا جواب دے سکتے
ہیں کہ ؎

مٹ جاؤں میں تو اسکی پروا نہیں ہے کچھ بھی
میری فنا سے حاصل گر دین کو بقا ہو

آپ ضرور حیران ہو رہے ہوں گے کہ آخر راشد صاحب

نے کیا تصور کیا ہوگا جو دوست اس قدر جوش میں آگئے۔
ایک موقع کی تفصیل آپ بھی سن لیں۔ ایک جاپانی مسلمان ڈاکٹر ہیں نادار مریضوں کا علاج مفت بھی کر دیتے ہیں۔ اس لئے کافی مقبول ہیں (جاپان میں بھی نادار مریض ملتے ہیں۔ جی ہاں) جاپانیوں کے لئے اسلام کے بارے میں سوچتے ہوئے ایک بہت بڑا ابتلاء اس وقت آتا ہے جب وہ سنتے ہیں کہ اسلام میں شراب کا استعمال ممنوع ہے۔ ان ڈاکٹر صاحب کو بھی اس آزمائش کا احساس ہوا کہ بہت سے جاپانی مریض جو اسلام کے خاصے قریب تھے اور امید تھی کہ اب وہ اسلام کی گود میں گرنے ہی والے ہیں شراب کی حرمت کا سن کر ایسے بدکے کہ پھر نہ لوٹے۔ ڈاکٹر صاحب محترم نے بظاہر اسلام کی ہمدردی میں یہ نظریہ اپنا لیا۔ کہ شراب کے بارے میں سختی نہیں کرنی چاہیئے۔ ورنہ جاپان میں اسلام مقبول نہیں ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک جاپانی کے سوال کے جواب میں کہا کہ اسلام میں شراب ممنوع تو ضرور ہے مگر ہم اس پر زور نہیں دیتے۔ کہ مسلمان ہونے والا ضرور ہی شراب کو ترک کر دے۔ ہم یہ اس کی صواب دید پر چھوڑ دیتے ہیں کہ وہ اس بارے میں کیا طرز عمل اختیار کرتا ہے۔ یہ سوال و جواب ایک اخبار میں شائع ہو گیا۔ امام راشد صاحب کی نظر سے گذرا۔ تو تلملا گئے۔ شراب اور اس کے بارے میں یہ کہا جائے کہ ممنوع تو خیر ہے ہی لیکن اتنا بھی نہیں کہ اس پر زور دینے کی ضرورت ہو بظاہر

امام صاحب سے نہیں رہا گیا اور انہوں نے اس بارے میں قرآن مجید کے ارشادات اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی عملی توضیح پر مبنی مضمون لکھ بھیجا۔ کہ ام الخبائث کے بارے میں اسلام میں ہرگز دو آراء نہیں ہیں۔ خدا تعالےٰ نے اسے حرام قرار دیا ہے اور اسلامی معاشرہ میں اس کا استعمال برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ اب اگر ان کا یہ لکھنا بھی کسی کو راس نہ آئے تو امام صاحب کی باقی کارروائیوں کی فہرست کے مندرجات کا بھی کسی قدر اندازہ آپ کو ہو گیا ہوگا۔

اپنے ٹیلیفون سے جو استفادہ امام صاحب فرما رہے ہیں۔ اس کا ذکر بھی دلچسپ ہے۔ یہ احباب جماعت سے ہی رابطہ کا اہم ذریعہ نہیں ہے بلکہ امام صاحب سے بہت سے نئے دوستوں کو ملانے کا کام بھی سرانجام دیتا ہے۔ جاپان ٹائمز نے ایک انگریزی ڈائریکٹری جاپان میں مقیم غیر ملکیوں کے استعمال کے لئے ترتیب دی ہے مشن ہاؤس کے فون نمبر کا اندراج اس ڈائریکٹری میں تین جگہ ہے عام صفحات میں اور زرد صفحات میں علیحدہ علیحدہ احمدیہ مسلم مشن کے نام سے اور ایک جگہ مسٹر راشد کے نام کے تحت۔ جمعہ کو جاپان ٹائمز میں CHURCH GUIDE شائع ہوتی ہے دلچسپ بات یہ ہے کہ سر فہرست احمدیہ مسلم مشن کا نام ہوتا ہے۔ کیونکہ حسن اتفاق سے احمدیہ حروف تہجی کی ترتیب میں سب سے پہلے آجاتا ہے اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جاپان آنے والا جو بھی انگریزی ڈائریکٹری دیکھے جو ہوٹلوں میں اکثر دستیاب ہوتی ہے، تو اس کی پہلی نظر احمدیہ مسلم مشن کے نام پر پڑتی ہے۔ اسی طرح جمعہ کے دن چرچ گائیڈ دیکھنے والے کی نظر پہلے اسی نام پر پڑے گی۔ چنانچہ امام صاحب نے بتایا کہ کئی ممالک سے آنے والے احباب کو بہت سہولت سے مشن ہاؤس کا فون نمبر مل جاتا ہے اسی طرح اسلام سے دلچسپی رکھنے والے دوستوں کو بھی فون سے رابطہ کا موقعہ مل جاتا ہے۔

سال گزشتہ کے آغاز میں احمدیہ مسلم مشن نے ایک دلچسپ نمائش WORLD OF ISLAM EXHIBITION کا اہتمام کیا۔ دنیائے اسلام کی اس نمائش میں امام صاحب نے اسلام اور اسلامی دنیا سے متعلق مختلف چیزیں رکھیں۔ قرآن کریم کے تراجم۔ عربی خطاطی کے نادر نمونے۔ اسلام پر جاپانی اور دوسری زبانوں میں لٹریچر۔ مشہور اسلامی مقامات کی تصاویر وغیرہ وغیرہ۔ اہل ٹوکیو نے اس نمائش میں خاصی دلچسپی لی۔ اور اس طرح امام صاحب کو بہت سے نئے دوستوں سے تعارف حاصل کرنے اور انہیں اسلام کے بارے میں بتانے کا موقعہ ملا۔

EAST WEST DISCUSSION GROUP. ٹوکیو میں ایک دلچسپ تنظیم ہے نہ تو اس کا کوئی مقررہ دستور عمل ہے اور نہ ہی کوئی قوانین رکنیت۔ جب جس کا جی چاہے آئے معمولی سی فیس داخلہ دے کر پروگرام میں شامل ہو جائے۔ تنظیم کا کوئی صدر بھی ہے

نہ کوئی اور عہدیدار ۔ زندہ دلانِ ٹوکیو کی ہر جمعرات کی شام کو ایک مقررہ جگہ ایک میٹنگ ہوتی ہے جس میں پہلے سے طے شدہ موضوع پر انگریزی میں تقریر ہوتی ہے ۔ بعد میں سوالات ہوتے ہیں ۔ اور اگلی جمعرات کے موضوع کا فیصلہ ہوتا ہے یہ گویا ٹوکیو کا ہائیڈ پارک ہوا !

امام صاحب کو ایسے ہائیڈ پارک خدا دے اور کوئی آئے نہ آئے امام صاحب باقاعدگی سے حاضر ہوتے ہیں ۔ استقلال سے آنے والے اصحاب ان سے خوب متعارف ہو چکے ہیں ۔ اور امام صاحب سے تقریر کے لئے فرمائش اکثر ہوتی رہتی ہے ۔ امام صاحب اتنی احتیاط ضرور فرماتے ہیں کہ لوگوں کے کانوں کا مزہ بدلنے کے لئے کبھی کبھار ہلکے پھلکے موضوعات پر بھی اظہار خیال کرتے رہتے ہیں ۔

ایک دن امام صاحب کی تقریر JESUS IN INDIA (مسیح ہند میں) کے موضوع پر تھی اس کا اعلان اخبار میں دیکھ کر سامعین معمول سے کہیں زیادہ آگئے حتی کہ نشستیں کم پڑ گئیں اور بعض لوگوں کو یہ تقریر کھڑے ہو کر سننی پڑی ۔ ایک پادری صاحب بھی اس دن طبع آزمائی کے لئے آئے ہوئے تھے ۔ انہوں نے مسیح کا ہندوستان پہنچنے کا تو بہت سے سوالات کئے ۔ امام صاحب نے جوابات دیئے ۔ پادری صاحب کے پے در پے سوالات اور اصرار نے بحث کا رنگ پیدا کر دیا ۔ امام صاحب نے پادری صاحب سے کہا کہ اگلی دفعہ آپ اس موضوع پر کیوں تقریر نہیں رکھ لیتے کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت ہوئے سامعین کو یہ تجویز پسند آگئی اور پادری صاحب کو اگلی دفعہ اس موضوع پر تقریر کرنی پڑی ۔ اس کے بعد پھر سوالات ہوئے اور امام صاحب کو بہت احسن طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات و ممات

کے بارے میں اسلام کا نقطہ نظر واضح کرنے کا موقع مل گیا۔

جاپانی دوستوں کو اسلام سے متعارف کرانے کے لئے ایک طریق امام صاحب نے یہ رکھا ہے کہ عیدین کے مواقع پر وہ اپنے زیر تبلیغ غیر مسلم دوستوں کو بھی دعوت دیتے ہیں۔ خطبہ انگریزی کے علاوہ جاپانی میں بھی ہوتا ہے اس طرح ان مواقع پر ان اصحاب کو اسلامی عبادات کو قریب سے دیکھنے کا اچھا موقع مل جاتا ہے اور ان کے ذہنوں پر اسلامی عبادات کی سادگی اور قدرتی پن کا بہت گہرا اثر ہوتا ہے۔ عید الاضحیٰ کی تقریب میں شامل ہونے والے میرے دوستوں نے بھی بعد میں مجھے اپنے نہایت خوشگوار تاثرات بتائے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے سینوں کو اسلام کے نور کی شناخت اور قبولیت کے لئے کھول دے۔ آمین۔

ابلاغ حق کے کیسے کیسے مواقع سے

امام صاحب فائدہ اٹھاتے ہیں اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ یوم اقبال کی ایک تقریب پر شہنشاہ جاپان کے بھائی پرنس میکاسا مدعو تھے۔ اس خبر کے ملتے ہی امام صاحب کے دل میں زبردست جوش اٹھا کہ پرنس صاحب موصوف کو اسلام کی دعوت دی جائے۔ لیکن مشکل یہ درپیش تھی کہ جاپان کے آئین کے مطابق شہنشاہی خاندان کا کوئی بھی فرد کسی مذہب یا مذہبی تنظیم سے اپنی وابستگی ظاہر نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ جاپان نے بھی کبھی مذہبی مناقشات کے ہاتھوں گہرے زخم کھائے ہیں۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ امام راشد صاحب نے جاپان پہنچتے ہی شہنشاہِ جاپان اور دوسرے عمائدین کی خدمت میں رسمی تعارفی خطوط لکھے۔ شہنشاہ کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ امام صاحب حیران تھے ایک جاپانی دوست سے ذکر ہوا۔ تو راز کھلا۔ اس نے پوچھا آپ نے کس حیثیت سے لکھا تھا: "احمدیہ مسلم مشنری کی حیثیت سے" تبھی تو جواب نہیں آیا۔ راشد صاحب کی حیثیت سے لکھئے پھر دیکھئے کیسے جواب نہیں آتا۔" تو پرنس صاحب کی خدمت میں اسلام کے بارے میں اس پبلک تقریب کے موقعہ پر کچھ نہیں کہا جاسکتا تھا۔ پر فرازی صاحب نے ذہن پر زور ڈالا۔ آخر اس کی زرخیزی کام آگئی۔ انہوں نے امام صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ پرنس صاحب ایک اعلیٰ درجہ کے مستشرق عالم ہیں۔ عربی ادب سے دلچسپی ہے ان کی خدمت میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم الشان نظریہ عربی کے ام الالسنہ ہونے کے بارے میں شیخ محمد احمد صاحب مظہر کی علمی و تحقیقی تصنیف ARABIC MOTHER OF ALL LANGUAGES پیش کیجائے چنانچہ یہی طے پایا۔ مگر ایک دقت یہ پیش آئی کہ کتاب کی جو کاپی مشن میں موجود تھی اس کی جلد اس حالت میں نہ تھی کہ ایسے معزز مہمان کی خدمت میں پیش

کی جاتی۔ اسے از سرِ نو جلد کرانے کا فیصلہ ہُوا۔ مگر بھرے
ٹوکیو میں ایک کتاب کی جلد کہاں سے ہوتی۔ بھرے سمندر
سے پیاسے کو پانی کہاں سے ملتا (کیونکہ سخت نمکین تھا)
ہزاروں کتابوں کی تجلید کا مسئلہ ہوتا تو بھی کوئی
بات تھی۔ آٹومیٹک پریس تو کتاب کے چھپتے ہی
ساتھ ہی جلد بھی مکمل کر دیتے ہیں۔ ایک کتاب کو
کوئی کہاں جلد کرتا پھرے۔ بہرحال امام صاحب
کی دعائیں کام آگئیں اور کتاب کی جلد ہو ہی گئی۔
تقریب میں تعارف کے بعد ایک عمدہ موقعہ پر پروازی
صاحب نے پرنس صاحب سے اس تحفہ کا ذکر کیا
پرنس صاحب نے بڑے اشتیاق کا اظہار کیا اور
جب یہ قابلِ قدر تحفہ ان کی خدمت میں پیش کیا گیا
تو قرینے سے کی گئی پیکنگ کو اسی وقت کھلوا کر
کتاب دیکھنی شروع کر دی اور خاصی دیر ورق
گردانی کرتے رہے۔ الحمد للہ کہ اس اہم شخصیت
کو بھی حالات کی مناسبت سے قرآن کی زبان
کے اعجاز سے متعارف کرانے کا موقعہ مل گیا۔

پروازی صاحب کا ایک عرصہ سے یہ خیال
تھا کہ جاپانی دیہات کی معاشرت ابھی بہت حد
تک اخلاقی اور روحانی قدروں کی پاسداری کرتی
ہے اس لئے مناسب ہوگا کہ جاپان کے دیہاتی
علاقوں کی طرف خصوصی توجہ دی جائے اس لئے
امام صاحب کا ارادہ ہے کہ پاکستان کے مشہور
سائیکل سیاح جناب قمر علوی صاحب کے نمونہ
پر جاپان میں "کار سوار سیاح" کی حیثیت میں
جاپان کے دیہاتی علاقوں کا اس حال میں سفر
کیا جائے کہ کار کی ہر طرف چونکا دینے والے بینرز
اور پوسٹرز لٹکے ہوں۔ سڑکوں کے کناروں پارکوں
اور سیر گاہوں میں رک کر لوگوں کو ملا جائے۔
لٹریچر تقسیم کیا جائے اور ان سے زبانی گفتگو
کی جائے۔ مقامی اخبارات کے رپورٹرز سے مل کر
اپنا پروگرام مختلف جگہوں پر پہنچنے کا پہلے سے
شائع کرایا جا سکتا ہے۔ اس سے لوگوں کی دلچسپی
بڑھے گی۔ اور ان علاقوں میں پیغام حق کے
پہنچنے کا موقعہ ملے گا۔ جہاں پہلے ایسا موقعہ نہیں
ملا۔ کون جانتا ہے کہ اسلام کی دلکش تعلیم کے
حسن پر فریفتہ ہونے والی سعید روحیں کہاں

کہاں آباد ہیں ۔ ع
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج

گزشتہ سال کے شروع میں امام صاحب نے جاپان کے جنوبی علاقوں کا دورہ کیا۔ مختلف جگہوں پر پہلے سے متعارف اصحاب سے ملے اور نئے روابط استوار کئے۔ کیوتو کے ایک ٹمپل میں ان کی ایک بدھسٹ راہب سے جو گفتگو ہوئی انہوں نے مجھے بھی سنائی۔ آپ بھی سُنیں۔ امام صاحب نے پوچھا" بدھ مذہب قبول کرنے پر ایک عام جاپانی کی عملی زندگی میں کیا تبدیلی رونما ہوتی ہے؟ وہ کونسے نئے ایسے کام کرنے لگتا ہے جو پہلے نہیں کرتا تھا؟" راہب صاحب نے بہت غور کیا۔ ایسا سوال ان سے پہلے کبھی کسی نے بھی نہیں کیا تھا۔ بہت تذبذب کے بعد کہا بُدھ مت قبول کرنے پر ایک عام آدمی کی زندگی میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آتی۔" امام صاحب نے فرمایا کہ ایسا مذہب انسان کو کیا فائدہ دے سکتا ہے۔ جس کے قبول کرنے سے پہلے اور بعد کی زندگی میں کوئی فرق ہی نہ ہو؟

**مجھے بھی غیر مسلموں کو تبلیغ اسلام کا شوق تھا**

اللہ تعالےٰ نے جاپان جانے کا موقعہ دیا تو میرے دل میں زبردست خواہش پیدا ہوئی کہ مَیں بہت سے جاپانیوں کو دوست بناؤں اور انہیں اسلام سے متعارف کراؤں۔ مَیں نے حتی الوسع ہر موقعہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ جہاں بھی بس چل سکتا تھا کسی نہ کسی بہانے اسلام کا ذکر چھیڑ دیتا تھا بہت سے دوست بنائے اور سر توڑ کوشش کی کہ ان میں سے کچھ تو ضرور ہی میری جاپان میں موجودگی کے دوران ہی سنجیدگی سے اسلام کے مطالعہ میں دلچسپی لینا شروع کر دیں۔ لیکن تبلیغ کرنا اور خصوصًا جاپان جیسے مادیت کے اتھاہ سمندر میں ہتھیلی پر سرسوں اگانا ممکن نہیں ہے۔ خدا تعالےٰ ہی جانتا ہے کہ مَیں عملاً اس کوشش میں کس حد تک کامیاب ہُوا۔ بعض دوست شروع شروع میں خاصی دلچسپی ظاہر کرتے مگر چند ملاقاتوں کے بعد ان کی دلچسپی کا رُخ اسلام اور مذہب کی بجائے ذاتی امور اور پاکستان سے متعلق معلومات اور عام دلچسپی کی باتوں کی طرف ہو جاتا تو سخت الجھن ہوتی۔ بعض دوستوں کا تعارف مَیں ساتھ ساتھ امام صاحب سے بھی کراتا رہا۔ اور خواہش یہ ہوتی کہ امام صاحب جلد سے جلد انہیں اسلام کے بارے میں سب کچھ سمجھا دیں۔ ان میں سے ایک نے مجھے ایک دفعہ یہ کہہ کر چونکا دیا کہ مسٹر ملک! آپ تو مسٹر راشد سے بھی زیادہ مذہبی ہیں۔ مَیں نے گھبرا کر وضاحت چاہی تو بتایا کہ مسٹر راشد سے اتنی دفعہ ملاقات ہو چکی ہے مگر انہوں نے تو ایک دفعہ بھی مجھے مسلمان ہو جانے کے لئے نہیں کہا۔ مگر آپ کی ہر بات سے یہ جھلکتا ہے کہ آپ مجھے فوراً ہی مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ . . . . کیا جواب دیتا یہی کہا کہ امام صاحب بہت تجربہ کار ہیں اور بہت ہی سمجھدار کہ انہوں نے اپنی دلی خواہش آپ پر

ظاہر نہیں ہونے دی۔ ورنہ ارادہ آپ کے بارے میں ان کا بھی وہی ہے جو میرا ہے ورنہ وہ جاپان آنے کی تکلیف ہی کیوں کرتے۔

جاپانی دوستوں کو تبلیغ میں جو دقتیں پیش آئیں ان میں سے سب سے بڑی دقت زبان کی تھی۔ اول تو تبلیغ صرف ان دوستوں کو کر سکتا تھا جو کسی قدر انگریزی جانتے تھے۔ پھر انگریزی میں گفتگو (اور وہ بھی مذہبی) کرنے میں اگر میں کسی قدر کامیاب بھی ہو جاتا تو دوسری طرف سمجھنا آسان نہیں تھا۔ چنانچہ جب محسوس کرتا کہ میں انگریزی میں پوری طرح وضاحت نہیں کر سکا۔ تو انہیں امام صاحب کے پاس لے جاتا۔ جب ایسے احباب کو لئے مشن ہاؤس پہنچتا تو میری آنکھیں امام صاحب سے بزبان حال یہ کہہ رہی ہوتیں کہ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلَاغ۔ یعنی ہمارے ذمہ تو بس پہنچا دینا ہے (امام صاحب کے پاس)، اب امام صاحب جانیں اور ان کا ساتھی۔ وہ بڑی شفقت اور تپاک سے استقبال کرتے اور خالص جاپانی انداز کی پست قامت میز کے چاروں طرف قالین پر بیٹھ کر بڑی پُرلطف نشست شروع ہو جاتی۔ میں محسوس کرتا کہ جاپانی احباب اس میز کے گرد بیٹھتے ہی بالکل AT HOME محسوس کرتے۔ امام صاحب کی گفتگو زیادہ تر تعارفی امور اور باہمی دلچسپی کی باتوں پر ہوتی۔ جاپانی زبان کے لطائف، جاپانی رسوم و رواج پر تبصرے، جاپانی طرز زندگی کے قابل تعریف پہلوؤں کی تعریف اور مخاطب کی دلچسپی کے امور پر باتیں ہوتیں۔ امام صاحب کی باتیں میرے جاپانی دوستوں کے لئے اسی قدر دلچسپ ہوتیں کہ اکثر وہ بعد میں مجھے خاص طور پر بتاتے کہ وہ مسٹر راشد جاپانی مزاج کی پسند ناپسند کو خوب سمجھ گئے ہیں۔

ان ملاقاتوں کے دوران بیٹھا میں یہ دعا کیا کرتا کہ اب امام صاحب باقی باتیں چھوڑ کر براہ راست تبلیغ بھی شروع کریں۔ اور جب وہ نہ کرتے تو مجھے الجھن ہونے لگتی۔ دراصل امام صاحب تو جاپانی مزاج کو پہچانتے تھے۔ کہ ان کے ہاں عام گفتگو بالواسطہ اور اشارے میں ہوتی ہے اور براہ راست اور کھل کر بات نہیں کی جاتی خواہ کسی قدر ہی اہم بات کیوں نہ ہو۔ فرانسیسیوں کو فخر ہے کہ فرانسیسی زبان

بہت واضح ہے اور جو بات واضح نہیں ہے وہ فرانسیسی زبان میں بہرحال نہیں کہی گئی۔ جاپانیوں کو غالباً اس پر فخر ہوگا کہ جو بات کھلے کھلے طور پر کہہ دی گئی ہے اور جس کا مفہوم واضح ہے وہ جاپانی زبان میں بہرحال نہیں کہی گئی۔ ہمیں گفتگو کا واضح انداز عقب بھی پسند ہو امام صاحب کو جاپانی پسند کا ضرور خیال رکھنا پڑتا ہے وہ جانتے ہیں کہ خالص مذہبی باتیں نئے نئے جاپانی کے لئے فوراً ہی دلچسپ موضوع سخن نہیں بنائی جاسکتیں۔ ہوسکتا ہے کہ اپنے لمبے تجربہ کی بناء پر وہ اور بھی وجوہ رکھتے ہوں۔ یہ طریق اختیار کرنے کے لئے۔ اغلباً ان کے مدنظر اللہ تعالیٰ کی وہ ہدایت بھی ہو جس میں حضرت ابراہیمؑ کے اس سوال کے جواب میں کہ یہ (روحانی) مردے کیسے زندہ ہونگے فرمایا کہ مصلح کے لئے ضروری ہے کہ اپنی قوم کے لوگوں کو پیار اور شفقت کے بازوؤں تلے رکھے اور جب یہ روحانی پرندے اس محبت کے نتیجے میں اس سے مانوس ہو جائیں گے تو مصلح جہاں کہیں انہیں بلائے گا وہ وہیں دوڑے چلے آئیں گے۔ بہرحال یہ تو ہوا امام راشد صاحب کا طریق تبلیغ۔ اگر آپ کو ہمارے طریق تبلیغ کے بارے میں بھی جاننا ہے تو ایک واقعہ عرض ہے۔

انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں تعلیم کے پہلے سال ہم چار احمدی بھائی عمر ہال کے ایک ہی کمرے میں مقیم تھے۔ برادرم کریم احمد صاحب طاہر ربوہ سے لاہور آرہے تھے کہ انہیں ریل کے سفر میں ایک ہمراہی ایسے میسر آگئے جنہیں انہوں نے خوب تبلیغ کی۔ لاہور پہنچنے پر جب انہیں یہ علم ہوا کہ ان کے ہمراہی کا لاہور میں قیام کے لئے کوئی معقول انتظام نہیں ہے تو انہیں اپنے ہمراہ ہوسٹل میں لے آئے۔ سفر سے تھکے ہوئے اور کریم صاحب کی تبلیغ سے پوری طرح سیر جب وہ دوست کمرے میں پہنچے تو ہم تینوں بھائی بہت خوش ہوئے کہ ایک ایسے دوست خود چل کر کمرے میں آگئے ہیں جنہیں تبلیغ کی جاسکے گی پہلے تو برادرم عبدالسلام صاحب ارشد نے انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا۔ مختلف مسائل سمجھائے اور پھر اتمام حجت کے لئے مختلف دلائل دیئے۔ وہ دوست جمائیاں لیتے اور جی ہاں کرتے کرتے جب اونگھنے لگے۔ تو عبدالسلام صاحب کوئی نیا موضوع شروع کرتے ہوئے انہیں جگا لیتے۔ جب سلام صاحب کو بھی نیند آگئی تو برادرم بشیر احمد صاحب طارق نے اپنی کرسی ان کی چارپائی کے سامنے لا ڈالی اور خدام الاحمدیہ کی گزشتہ تربیتی کلاس کے دوران جو جو مسائل انہیں یاد کرائے گئے تھے وہ ایک ایک کرکے انہوں نے اس اونگھتے مہمان پر آزمانے شروع کردیئے۔ یہ سب کچھ نہایت بے چینی کی حالت میں دیکھتا میں اپنی باری کے انتظار میں بیٹھا تھا۔ بشیر صاحب کو پہلی جمائی آئی تو مجھے بہانہ ہاتھ آگیا۔ اور انہیں اصرار کرکے وہاں سے اٹھایا اور سو جانے کی تاکید کی۔ اور اب مہمان اور کرسی میرے لئے خالی تھے مہمان بے چارے کی حالت

یقیناً قابلِ رحم ہو گی (اب احساس ہو رہا ہے) لیکن گھر آئے ہوئے مہمان کو سارے ضروری مسائل سمجھائے بغیر چھوڑ دیتے یہ ہمارے بس کی بات نہیں تھی۔ چنانچہ جب تک میری ہمت نے ساتھ دیا۔ انہیں وہ تمام مسائل سمجھائے جو میرے پہلے بھائیوں سے رہ گئے تھے (اور میں نے آہستہ آہستہ محسوس کیا کہ کافی ابھی باقی تھے) جب زبانی مسائل کا لقایا کچھ ہلکا ہوا تو میں نے اپنی خود نوشت نوٹ بک نکال لی۔ اور بہت سے حوالے اس میں سے پڑھ پڑھ کر انہیں نہایت مؤثر انداز میں سمجھائے مہمان کی ہمت قابلِ داد تھی کہ اس ساری پُر جوش اور پُر خلوص کارروائی کے دوران انہوں نے بار بار سو جانے کے باوجود کوئی ایسا اشارہ نہیں کیا جس سے یہ اندازہ ہو سکتا کہ انہیں ہماری مسلسل تبلیغ ناگوار گزر رہی ہے۔ اب ایسے دلچسپی اور دلجمعی سے سننے والے مہمان پر تبلیغ کی مشق کے موقعہ کو کون کافر (ناشکرا) ضائع ہونے دیتا! .....

چند دن بعد برادرم کریم احمد صاحب کو اس مہمان کا شکریہ کا کارڈ ملا جس پر صرف یہی مصرع لکھا تھا۔

"جا چھوڑ دیا تجھے حافظِ قرآن سمجھ کر"

مجھے آج تک اس مصرع کی وجہ (جو بعد میں بھی کئی بار سنا ہے) سمجھ نہیں آسکی مگر ہر دفعہ یہ واقعہ ضرور ذہن کی سکرین سے گزرا ہے۔

بھی پُر حکمت اور موعظۂ حسنہ کے رنگ میں زنگین رہا ہو اس سے میری تشفی کیسے ممکن تھی اور وہ بھی میرا طریق اختیار کرنے سے رہے۔

آخر میں امام صاحب سے سنا ہوا ایک لطیفہ آپ کو بھی سنا دیتا ہوں۔

ایک بار انہیں خیال آیا کہ دیکھیں آیا جاپانی بھی لطیفوں سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں یا نہیں آپ یہ مانیں گے کہ لطیفے کا بہت سا لطف اس مخصوص پس منظر میں ہوتا ہے جس میں وہ وجود میں آیا ہو اور اس کا بہت سا حصّہ اصل زبان میں ایک مخصوص انداز میں بیان ہوتا ہے۔ ترجمے میں وہ لطافت باقی نہیں رہتی جو اصل لطیفے کی جان ہوتی ہے۔ خیر امام صاحب نے یہ تجربہ بھی کیا۔ اپنے ایک دوست ساکے موتو صاحب کو انہوں نے یہ لطیفہ سنایا۔

ایک استاد نے اپنے شاگرد کو کسی شرارت پر چھڑی سے سزا دی۔ اور پھر سخت غصے کی حالت میں کہا کہ اس چھڑی کے سرے پر ایک بیوقوف ہے شاگرد نے چوٹ کو سہلاتے ہوئے بڑی ہی مسکین شکل بنا کر پوچھا "جی کون سے سرے پر"

ساکے موتو صاحب لوٹ پوٹ ہو گئے معلوم ہوا کہ جاپانی نہ صرف لطیفے کو سمجھ ہی سکتے ہیں۔ بلکہ اس سے لطف اندوز بھی ہو سکتے ہیں۔ بشرطیکہ لطیفہ واقعی کرارا (لطیف) ہو۔

منظومات

# غزل

جناب ثاقب زیروی

کیا کیا نہ ترے اندازِ کرم اے گردشِ دوراں دیکھے ہیں
بپھری ہوئی موجیں دیکھی ہیں چڑھتے ہوئے طوفاں دیکھے ہیں

یُوں دیکھنے کو تو تُو نے بہت آشفتہ و حیراں دیکھے ہیں
اے شہرِ وفا۔ ہم جیسے بھی کیا سوختہ ساماں دیکھے ہیں؟

ناموسِ محبت کی خاطر جو رُوکشِ مژگاں ہو نہ سکا
آنسو کے اسی اک قطرے میں سمٹے ہوئے طوفاں دیکھے ہیں

یہ اہلِ گلستاں کیا جانیں کیا بیت گئی دیوانوں پر
جب دیکھ کے اپنے دامن کو پھولوں کے گریباں دیکھے ہیں

اُس پھول سے رنگیں عارض پر وہ رنگِ شفق ہلکا ہلکا
ان نازک نازک پلکوں پر اشکوں سے چراغاں دیکھے ہیں

حیران ہے چشمِ لالہ و گل انجامِ گلستاں کیا ہوگا
شبنم کی جبیں پر شعلوں کے آثار نمایاں دیکھے ہیں

وہ مصحفِ رُخ پر زلفِ سیہ افسانۂ شب بکھرا بکھرا
شرمائی ہوئی ان آنکھوں میں ہم نے کئی عنواں دیکھے ہیں

اس دورِ ہوس میں اے ثاقبؔ اب جنسِ وفا نایاب ہوئی
ناقدریٔ فن کو کیا روئیں بکتے ہوئے ایماں دیکھے ہیں

فاستبقوا الخیرات

# اخبارِ مجالس

● مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کے زیر اہتمام ٹائپ کلاس جاری ہے جس میں گذشتہ سال کل ۴۰۰ خدام فارغ ہوئے اور ان میں سے ۲۶۰ خدام کو کام مل گیا۔ امسال جنوری اور فروری میں ۱۰۰ کے قریب خدام فارغ ہوئے اور اس وقت ۵۰ باقاعدہ حاضر ہوتے ہیں۔

● ۱۰ر فروری ۱۹۷۸ء قیادت ملیر کراچی کا تیسرا سالانہ اجتماع ماڈل کالونی میں ہوا جس کا افتتاح مکرم محمد عثمان چینی صاحب مربی سلسلہ کراچی نے کیا۔ اس اجتماع کے دوران تلاوت، نظم، تقریری مقابلہ کے علاوہ دوڑ، لمبی چھلانگ، گولہ پھینکنا، کلائی پکڑنا اور نشانہ غلیل کے مقابلے بھی ہوئے۔ اس میں ۳۰ خدام، ۲۶ اطفال دو غیر ملکی طلبہ اور ایک غیر از جماعت دوست نے شرکت کی۔

● قیادت اورنگی ٹاؤن کراچی کے زیر انتظام مورخہ ۳ اور ۷ فروری کو دو تربیتی اجلاسات ہوئے جن میں تربیتی تقاریر ہوئیں۔

● ۱۰ر فروری کو قیادت ۱۵۲ شمالی ٹھٹھہ جوئیہ کے تحت ایک تقریری مقابلہ ہوا جس میں ۹ خدام شامل ہوئے اور بشیر محمد صاحب۔ سمیع اللہ صاحب شاکر اور مبشر احمد صاحب طاہر بالترتیب اول دوم اور سوم آئے۔

● ۲۶ر مارچ کو قیادت ۴۸ ج ب سرشمیر روڈ ضلع فیصل آباد نے تربیتی کلاس منعقد کی۔ جس میں متعدد تربیتی تقاریر ہوئیں۔ اور ۲۰ خدام، ۱۵ انصار، ۱۵ اطفال شامل ہوئے۔

## ورزشی اخبار

● قیادت ضلع راولپنڈی کے زیر انتظام ۱۰ر فروری ۱۹۷۸ء کو مری کی جانب ۳۵ کلومیٹر کی سائیکل ریس ہوئی جس میں شاہد محمود، رفیق احمد فوزی اور مبشر احمد ظفر بالترتیب اول، دوم اور سوم آئے۔

● مجلس خدام الاحمدیہ میانوالی شہر کے زیر اہتمام ۱۰ر فروری کو چشمہ بیراج پر ایک پکنک منائی گئی۔ جہاں مچھلی کا شکار کیا گیا اور مختلف ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔

● مجلس خدام الاحمدیہ ضلع تھرپارکر کے زیر اہتمام ۷ر فروری کو والی بال کا ٹورنامنٹ منعقد ہوا جس میں

چار ٹیمیں شامل ہوئیں - اور مجلس خدام الاحمدیہ کنری اوّل قرار پائی۔

● ۲۴ر فروری کو ضلع تھرپارکر کی مجلس خدام الاحمدیہ نے کبڈی کا ٹورنامنٹ کروایا۔

● ۲۴ر فروری قیادت مارٹن روڈ کراچی کے تحت سائیکل ریس ہوئی جس میں ۱۸ خدام شریک ہوئے۔

● ۲۷ر فروری کو مجلس خدام الاحمدیہ شیخوپورہ شہر نے ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا۔ جس میں ۱۸ کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ اس ٹورنامنٹ میں ملک طاہر محمود اوّل رہے۔

## تربیتی کلاسز و اجتماعات

● مورخہ ۱۷ر فروری کو قیادت ضلع جہلم نے ایک تربیتی کلاس منعقد کی۔ جس میں تین اجلاسات ہوئے اور ان اجلاسات میں محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور حافظ مظفر احمد صاحب مہتمم تعلیم نے تربیتی و تعلیمی تقاریر کے علاوہ درس القرآن والحدیث بھی دیا۔ صبح کے اجلاس میں حاضری ۴۷ تھی اور جمعہ کے بعد ۱۵۰ ہو گئی۔

● مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی ضلع نے ۱۹، ۲۰ فروری کو تربیتی کلاس مسجد نور میں منعقد کی۔ تربیتی کلاس کے مختلف اجلاسات میں مکرم و محترم مرزا طاہر احمد صاحب، مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ مکرم محمد شفیع صاحب اشرف اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب نے خطاب کیا۔
اس میں حسنِ قراءت، نظم، مضمون نویسی، عام دینی معلومات کے مقابلے ہوئے۔ اس کلاس میں ضلع کی ۹ مجالس کے ۴۰۰ خدام شریک ہوئے اور ۱۷۵ زائرین تھے۔

● مورخہ ۲۴ر فروری کو ماڈل ٹاؤن لاہور نے اپنا ساتواں سالانہ یک روزہ اجتماع منعقد کیا۔ اس اجتماع کے دوران متعدد علمی، ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ اجتماع کے آخری اجلاس میں مرکزی نمائندہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب منیر نے انعامات تقسیم کئے اور اختتامی خطاب فرمایا۔ اس میں ۲۵۰ خدام و اطفال شریک ہوئے۔

● مورخہ ۲۳ و ۲۴ر مارچ کو قیادت خدام الاحمدیہ

ضلع تھرپارکر نے کنری میں ایک تربیتی کلاس کا اہتمام کیا جس کے کل چھ اجلاسات ہوئے۔ اس دوران تربیتی و علمی تقاریر کے علاوہ خدام کے علمی اور ورزشی مقابلے بھی کروائے گئے۔ درس القرآن والحدیث کا بھی اہتمام کیا گیا۔ اس کلاس میں ضلع بھر کی ۱۵ مجالس کے ۱۲۰ خدام و اطفال نے شمولیت کی۔

ـــ ۲۵ر فروری مجلس خدام الاحمدیہ بدوملہی کا سالانہ اجتماع ہوا جس میں علمی مقابلوں کے علاوہ تربیتی تقاریر بھی ہوئیں۔

ـــ ۲۶ر فروری کو مجلس نارووال کا ایک تربیتی جلسہ ہوا جس میں تربیتی تقاریر کے بعد مجلس سوال و جواب بھی ہوئی

ـــ مورخہ ۲ر مارچ کو قیادت ضلع کراچی کا اجلاس عام ہوا۔ جس میں مکرم و محترم چوہدری سر محمد ظفراللہ خانصاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اس میں ۸۵۰ حاضرین نے شرکت کی۔

ـــ ۳ر مارچ کو قیادت لاہور کے زیر انتظام "پیشگوئی مصلح موعود" کے عنوان پر بین المجالس تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں ۱۰ مقررین شامل ہوئے اس میں مکرم رانا سردار محمد صاحب آف ماڈل ٹاؤن اوّل رہے۔

ـــ ۳ر مارچ کو قیادت دارالذکر فیصل آباد کے زیر انتظام "پیشگوئی مصلح موعود" سے متعلق تقریری مقابلہ ہوا جس میں ۶ مقررین شریک ہوئے جن میں سے ناصر محمود صاحب جاوید اوّل قرار پائے۔

ـــ ۳ر مارچ کو قیادت ضلع لاڑکانہ کلی کھنڈو کے مقام پر تربیتی کلاس ہوئی۔

ـــ ۳ر مارچ کو قیادت ضلع سرگودہا کی سالانہ تربیتی کلاس منعقد ہوئی۔ جس میں مکرم و محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد اور مرزا فرید احمد صاحب اور حافظ مظفر احمد صاحب نے خطاب کیا۔

ـــ مورخہ ۹ر مارچ قیادت چک $\frac{219}{R.B}$ گنڈا سنگھ والا ضلع فیصل آباد کی یک روزہ تربیتی کلاس ہوئی۔ جس میں معتمد مرکزیہ صاحب نے بھی خطاب فرمایا۔ اور آخر میں چوہدری شبیر احمد صاحب نے سلائیڈز دکھائیں اس میں خدام و اطفال کی حاضری سو فیصد رہی ؛

## ضروری تصحیح

خالد کے اپریل کے شمارہ میں صفحہ ۱ کالم ۲ سطر ۲ میں سہو ہوا ہے۔ درست فقرہ یہ ہے :۔
"منگانا نے بھی لکھا ہے کہ برٹلمائی ہندوستان نہیں گئے"

(ادارہ)

## اعتذار

اس شمارہ میں شذرات اور جنگل کی کہانی کی قسط بوجوہ نہیں دی جا سکی۔ انشاء اللہ آئندہ یہ سلسلہ جاری رہے گا۔

(ادارہ)

May 1978

Regd. No. L5830

Monthly

# KHALID

Rabwah

Editor : HAFIZ MUZAFFAR AHMAD

صرف ٹائٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا